فقیہ العصر قبلہ عالم
باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
دریوی
عرس مبارک
کا
سالانہ عظیم الشان
10,9 جمادی الثانی 16,15 فروری بروز جمعہ و ہفتہ
بمقام
دریائے رحمت شریف
جملہ محبانِ دریا شریف کو مطلع فرمادیں

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

لمعات النور

سوانح بابا جی عبد الغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ

صاحبزادہ حافظ محمد سعید

صاحبزادہ حافظ سلطان محمود

[illegible]ر العلوم فیض القرآن دریا شریف

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی خلق الانسان من ماء مهین وجعله
جامعا لقوی الانعام والملئکة المقربین ومن غلب علیه قوی
الانعام صار من الضالین والمضلین ومن غلب علیه قوی
الملئکة صار من الراشدین المرشدین وانزل القرآن
الذی لا ریب فیه هدی للمتقین وقص فیه قصص العلماء
الصالحین لعبرة اولی الابصار والیقین والصلوٰت والتسلیمات
المتوالیات علی سید الانبیاء والمرسلین الذی فیه
اسوة لمن کان یرجوا الله ویوم الدین وعلی اٰله واصحابه
الذین شادوا الدین المتین الذین قال النبی صلی الله
علیه وسلم فی حقهم اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم هم نجوم الاهتداء
والیقین وعلی اولیائه الکاملین الذین
هم سراج السالکین وعلینا
معهم اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے انسان کو ذلیل پانی سے پیدا کیا۔ اور اس میں فرشتوں اور حیوانوں کی قوتیں دونوں اکٹھی کر دیں جو انسان حیوانوں کی قوت کو اپنے اندر غالب کر لیتا ہے۔ تو وہ خود بھی گمراہ ہو جاتا ہے۔ اور لوگوں کو بھی گمراہ کر دیتا ہے۔ اور جس انسان میں فرشتوں کی طاقیں غالب ہو جائیں تو وہ خود بھی ہدایت یافتہ ہو جاتا ہے اور لوگوں کیلئے بھی راہنما ہو جاتا ہے۔ اور نازل کی ایسی کتاب جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں جو ہدایت ہے پرہیز گاروں کیلئے اور بیان کئے اس میں اچھے لوگوں کے اور بدکار لوگوں کے واقعات تاکہ عقلمند اور یقین والوں کیلئے عبرت ہوں

اور درود و سلام ان گنت نازل ہوں انبیاء اور رسولوں کے سردار پر جو دیندار لوگوں کیلئے نمونہ عمل ہیں اور درود و سلام انکی آل واطہار اور اصحاب کبار پر جنہوں نے دین کی عمارت کو مضبوط کیا اور مستحکم کیا۔ جنکے حق میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے صحابی تارے ہیں ہدایت کے جسکی تابعداری کرو گے ہدایت پاؤ گے اور درود و سلام نازل ہوں اولیاء کاملین پر جو کہ سالکین کیلئے سراج طریقت ہیں اور ہم سب پر

اما بعد :

زمانہ قدیم سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ جس نے کسی
فن میں کمال حاصل کیا ہے اس کے حالات زندگی کتابی شکل میں
قائم رکھے جاتے ہیں تاکہ آنے والی نسل میں اسکی انفرادیت
قائم رہے۔ اور خاص کر اولیاء کرام جو کہ اپنے زمانہ میں مشہور
ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کی راہ نمائی کی صورت میں انکے فیض یافتہ
انکے حالات زندگی انکے مجاہدات اور ریاضات کشف و کرامات
کتابی شکل میں محفوظ کرکے جسکا نام ملفوظات شریف یا مکتوبات
شریف رکھتے ہیں تاکہ آنے والے لوگوں میں یاد قائم رہے
اور آنے والے لوگ انکی زندگی کے حالات پڑھکر ہدایت
حاصل کرتے رہیں۔ خاص کر ارباب دل قرآن مجید اور حدیث
شریف کے بعد جس سے متاثر ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے نیک
بندوں کے تبصرے اور تذکرے حالات زندگی میں غالباً یہ
امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا شعر ہے

أَعِدْ ذِكْرَ نُعْمَانٍ لَنَا اَنَّ ذِكْرَهُ = هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهُ يَتَضَوَّعُ

امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر بار بار کرو کہ
انکا ذکر کستوری کی طرح جتنا کیا جائے خوشبو زیادہ ہوتی ہے
یعنی کستوری سے دل اور دماغ معطر ہوتے ہیں اور خوش ہوتے
ہیں اور اولیاء اللہ کے ذکر سے روحانیت معطر ہوتی ہے
اور خوش ہوتی ہے۔ کیونکہ جس طرح مجلس کا اثر ہوتا ہے اور
مجلس اثر رکھتی ہے ایسے ہی اولیاء اللہ کی مجلس کی جائے

اور مجلس پاک میں بیٹھے گا تو اُن بزرگانِ دین کے عادات و
اخلاق ضرور اثر انداز ہونگے اسکی طبیعت میں ضرور شوقِ
عبادت اور جذبۂ صداقت پیدا ہوگا۔ جیساکہ حدیث شریف سے
اور تجربات سے ثابت ہے اور اظہر من الشمس کی طرح ہے
کہ جیسے بدکردار لوگوں کی محبت انسان کو بدکردار اور ناکارہ
بنا دیتی ہے ایسے ہی اولیاء اللہ کے تذکرے بھی اثر ضرور کرتے
ہیں۔ اگر انسان پہلوانوں کے حالات سنتا ہے دیکھتا ہے
تو اسکے اندر وہ شوق اٹھتا ہے۔ اور وہ بھی پہلوان بننے کی
کوشش کرتا ہے۔ اور اگر وہ اولیاء کرام کے تذکرے اور حالات
اور واقعات سنتا ہے اور اولیاء کرام کی سوانح عمری اور واقعات
زندگی اور مجاہدات وریاضات پڑھتا ہے۔ تو طبیعت میں روحانی
انقلاب پیدا ہوتا ہے اور جذبات ٹھاٹھیں مارتے ہیں اور ہم
جب انکے زہد و تقویٰ و طہارت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو انکی
صداقت ہمارے روحوں پر اثر ڈالتی ہے

دنیا کی لذت بے ثابت اور رونقیں اور راحتیں فضول
نظر آنے لگتی ہیں

ایمان کا نور مشتعل اور دلمیں ترکِ دنیا کے پاک
ولولے پیدا ہوتے ہیں ہم جب خاصانِ خدا کی قناعت پسندی اور
توکل تسلیم ورضا کے عملی واقعات پڑھتے ہیں تو ہمیں اپنی حرص
وہوا پرستی اور جزع فزع پر ندامت ہوتی ہے اور ہماری
روحوں کو مشکلات حیات سے عہدہ برا ہونے اور عمر فانی کو فراغت اور

طمانیت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا زریں سبق ملتا ہے. جب ہم
ان عاشقانِ الٰہی کے عشق و محبت کے واقعات پڑھتے ہیں تو دلکو
بے اختیار اس محبوب ہستی کی پرستاری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے سید
الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ العزیز رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

حِکَایَاتُ الْمَشَائِخِ جُنْدٌ مِنْ جُنُوْدِ اللہِ عَزَّوَجَلَّ لِلْقُلُوْبِ

پیشواؤں کے واقعات اور حکایتیں یہ اللہ تعالیٰ کے لشکروں
میں سے ایک لشکر ہیں . فوجیں جسطرح اپنے ملک کی سرحدوں
کی حفاظت کرتی ہیں اور دشمنوں کے حملوں سے بچاتیں ہیں اور
ملک فوج کی وجہ سے امان اور سکون کا گہوارہ ہوتا ہے

ایسے ہی اولیاء اللہ کے تذکرے کشور دل سے وساوس
اور شکوک و شبہات حرص و ہوا شرک و النفاق برے اخلاق کی
بیخ کنی کرتے ہیں. امن سکون یقین و اطمنان صبر و قناعت تسلیم و
رضا ایمان و عرفان سے دلکو معمور کر دیتے ہیں

پس مبارک ہیں وہ لمحے جو ان مبارک تذکروں میں بسر
ہوں۔ اور مقدس ہیں وہ محفلیں جو اس مقصد میں گرم کی جائیں مصرع
ذکر حبیب کم نہیں وصل سے کم نہیں

• اور عبداللہ بن المبارک رحمتہ اللہ علیہ جو بہت بڑے محدث اور
عالم اور زہد و تقویٰ میں مشہور تھے ان کا قول ہے

اِنَّ الرَّحْمَۃَ تَنْزِلُ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ

نیک لوگوں کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل
ہوتی ہے. اِس گئے گزرے زمانے میں جس پر حضورِ اقدس

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ؑ کا ارشاد گرامی پورا پورا صادق آتا ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ عَلَى دِيْنِهٖ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ

ترجمہ

میری امت پر ایسا زمانہ آئے گا کہ دین پر قائم رہنا ایسا مشکل ہو جائے گا جس طرح کہ ہاتھ میں انگاروں کو پکڑے رکھنا ہو اور فرمایا

مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ

میری امت جس وقت شرارتی اور فسادی ہو جائے گی یعنی دین کی پروا نہ کریگی ۔ اور سنت کے ساتھ مزاق ہنسی اڑائے گی ۔ اس وقت میری سنت پر جو مضبوطی سے قائم رہے گا اسکو سو شہیدوں کا اجر ملے گا ۔ اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میری امت پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ تمہارے نیک اعمال کے مقابلے میں اگر دسواں حصہ بھی عمل صالح کریں گے ۔ تو تمہارے درجے پائیں گے ۔ ایسے زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر احسان فرماتے ہوئے ایسی ہستیاں اور شخصتیں پیدا فرمائیں ۔ جنکی زندگی کا ہر ہر لمحہ ہدایت کیلئے مینارِ نور کا کام دیتا ہے ۔ ان شخصیتوں میں سے ایک شخصیت و ہستی حضرت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین سراج الاولیاء تاج الاصفیاء کہف الغربا فخر الفقراء منبع الجود والسخاء صاحب الاخلاق الحمیدۃ والاوصاف الجمیلہ الحضرت الحافظ عبد الغفور

صاحب المعروف بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دربارِ رحمت شریف ضلع اٹک

آپکا انتقال پر ملال ۱۹۷۶ء جمادی الثانی ۱۳۹۷ھ نو

تاریخ کو ہوا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

آپ دارِ فانی سے دارِ جاودانی کیطرف رحلت فرمائی آپکے انتقال پر ملال کے بعد آپکے متوسلین کی طرف سے یہ شوق ظاہر ہوتا رہا کہ آپکی زندگی مبارکہ کے حالات، طیبات کتابی صورت میں جمع کیے جاتے چاہیے آپکے متوسلین منتسبین کا سلسلہ بے پایاں ہے۔ اس لیے یہ اظہار شوق بھی بے پایاں تھا اور بڑا ہی پُرزور تھا۔ مگر کسی کو یہ طاقت کہاں کہ اس امرِ اہم کی طرف کمر ہمت باندھے۔ اس نعمتِ عظمیٰ کا حقدار بن سکے اور کس کی طاقت کہ آپکی زندگی مبارکہ کچھ حالات بقدرِ وسعت قلم بند کرے، کیونکہ آپ شہرت کے سخت مخالف تھے بلکہ آپکی ظاہری زندگی مبارکہ ہی میں بہت سے احباب کا یہ شوق تھا کہ آپکے حالات مبارک قلمبند کیے جائیں مگر کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی۔ آخر ایک صاحب جنکا نام میجر محمد اسحاق صاحب مرحوم آپ پرانے خادموں میں سے تھے اور اولیاء اللہ کے محبِ صادق تھے

حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں عرض کی حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپکے حالات زندگی زیر تحریر لانے کی ہمت و توفیق عطاء فرمائیے۔ تاکہ

آنے والی نسلوں کیلئے ذریعۂ ہدایت ہوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ
بھائی صاحب ایسی کتابیں لکھنے سے یا تو شہرت مقصود ہوتی ہے
یا پیسہ کمانا لہٰذا ایسی کسی کتاب کی ضرورت نہیں۔ بلکہ عمل کی
ضرورت ہے۔ باوجود اتنے شوق اور کوشش کے کسی کو
توفیق نہ ہوئی۔ حالانکہ اپنے صاحبزادگان آٹھ میں سب کے
سب حافظِ قرآن حکیم ہیں۔ اور ایسے حافظ ہیں کہ انکے سامنے
کوئی حافظِ قرآن سنانے کی ہمت نہیں کر سکتا اور قریب قریب
سب ہی بقدرِ ضرورت کتابیں بھی پڑھے ہوئے ہیں اور آپکے
بھتیجے حافظ محمد اشرف صاحب اور صاحبزادگان کے ماموں حضرت
علامہ مولانا حافظ محمد امین صاحب مرحوم (جو کہ آپکے خاص شاگرد
اور مریدوں میں سے تھے

شیخ الحدیث محمد امین صاحب مرحوم و مغفور) کو تو حضرت
قبلہ باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ) کی سوانح عمری لکھنے کا تو اتنا زیادہ
شوق تھا کہ ایک دن میرے سامنے رو پڑے کہ دعاء کر کہ یہ
کام اللہ تعالیٰ مجھ سے لیلے اور مریدین میں سے کتنے صوفیئے
کامل اور عالم باعمل ہیں۔ مگر کسی کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ
اپنی یادگار قائم کرنے کیلئے حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کی سوانح عمری لکھ سکے ۔ اور ملفوظات شریف لکھنے کا مطالبہ
تو روز بروز زور پکڑتا گیا خاص کر لانگری صاحب المعروف
شمس آبادی لالہ صاحب جنہوں نے چالیس سال حضرت قبلہ
باباجی صاحب رضی اللہ عنہ) کی خدمت کی اور ایسی خدمت کہ

چوبیس گھنٹے حاضرِ خدمت رہتے تھے۔ وہ تو اتنا پُر زور مطالبہ کرتے رہے کہ ہم مجبور ہو گئے۔ آخر اسرار بے کنار کی وجہ سے اس مشکل کام کی طرف رب العالمین کے سہارے پر قدم اٹھا دیا۔ اب کنارے لگانا اس کا کام ہے

چھوڑ دی ہم نے کشتی تیرے نام پر
اب کنارے لگانا تیرا کام ہے

وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ

اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ التَّوْفِیْقَ خَیْرَ رَفِیْقٍ

جمادی الاوّل ۱۴۱۰ھ دسمبر ۱۹۸۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ و معروضات ضروریہ کہ برادران طریقت و محبان اہل حقیقت کی خدمت میں عرض ہے کہ حضرت قبلہ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین اکمل الکاملین قطب الاقطاب سند المتوسلین سید العاشقین سراج الاولیاء سید الاصفیاء شیخ التصوف امام الطریقۃ واقف رموز حقیقۃ حضرت قبلہ عالم الحافظ

محمد عبد الغفور المعروف باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

وسیلتنا فی یوم نشور ابن شمس العلی افضل الفضلا الامام فی علم المیراث والنظم استاد الاساتذہ صاحب الریاضات الشاقۃ حضرت قبلہ باباجی محمد جی صاحب ابن حضرت محمد سعید صاحب ابن محمود صاحب

اللہ تعالیٰ نے حضرت قبلہ باباجی صاحب ثانوی دریوی کو وہ پاکیزہ زندگی بخشی تھی کہ جن لوگوں نے آپکو بچپن سے دیکھا ہے اور متقدمین بزرگان دین کے حالات سے بھی واقف ہے اور معلومات رکھتا ہے۔ تو آخر اس فیصلہ پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اتنی محنت اور مجاہدت اور ریاضات متقدمین بزرگوں میں بھی بمشکل ملتے ہیں

ویسے ریاضات اور مجاہدہ بولنے میں تو صرف دو کلمے نظر آتے ہیں۔ مگر مقصد کے اعتبار سے انسان کی پوری زندگی کو حاوی ہیں۔ مجاہدہ اور جہاد یہ دونوں کلمے باب مفاعلہ کے مصدریں ہیں

جہاد اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کیلئے کافروں سے لڑنے کا
کا نام جہاد ہے۔ اور نفس و شیطان سے لڑنے کا نام مجاہدہ
ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اَعْدَیٰ عدوک نفسک التی بین جنبیک

سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں
کے درمیان ہے۔ جہاد ایک وقتی جنگ ہے جس وقت کافر مقابلے
کیلئے نکلے تو جنگ شروع ہوجاتی ہے۔ اور کچھ وقت کے بعد ختم
ہوجاتی ہے۔ اور یہ جنگ ہر وقت جاری رہتی ہے۔ اور یہ دشمن
بہت ہوشیار و چالاک ہے۔ اور انسان کے اندر رہے (ویسے
بھی گھر کا چور بہت خطرناک ہوتا ہے) اسکے ساتھ لڑنا بہت ہی مشکل
ہے۔ اس لیے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک جنگ سے واپس
تشریف لا رہے تھے تو آپ نے فرمایا

رجعنا من جہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر

چھوٹے جہاد سے واپس ہوئے ہو اب بڑے جہاد کی طرف
یعنی کافروں سے جنگ کو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاد اصغر فرمایا
یہت چھوٹا جہاد اور نفس شیطان کے ساتھ جہاد اکبر یعنی بڑا جہاد
فرمایا۔ اور ہے بھی یہ بہت بڑا جہاد۔ کہ یہ ساری زندگی جاری رہتا
ہے۔ سوا تین وقتوں کے پہلا نابالغی کے وقت اور دوسرا
نیند کی حالت میں اور تیسرا جنون کی حالت میں یعنی بے ہوشی
کی حالت میں۔ حدیث شریف میں ہے رفع القلم عن ثلاث
ان تینوں کے بغیر ہر وقت ان سے جنگ رہتی ہے

صوفیاء کرام کا مقولہ ہے: جو دم غافل سو دم کافر۔ یعنی جس وقت غافل ہوا اس وقت ہی کافر اور شیطان کے غالب ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ ہر وقت چوکس رہنا چاہیے

حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی جہادِ اکبر میں گزاری۔ سنِ رشد یعنی ابتدا سمجھداری سے جوانی تک اور جوانی سے تا دمِ رحلت اِس نفس کے ساتھ جہاد میں گزاری۔ مجاہدہ کا اندازہ لگائیں کہ سنّ رشد سے لیکر تا وقت رحلت جماعت سے تکبیر تحریمہ نہیں رہی۔ جس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

التکبیرۃ الاولیٰ خیر من الدنیا وما فیہا

پہلی تکبیر سے جو جماعت میں مل جاؤ تو یہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے

جو لوگ بزرگانِ دین کے حالات زندگی قلمبند کرتے ہیں۔ تو چند شعبے قائم کرتے ہیں۔ مثلاً مجاہدات ریاضات مکتوبات ملفوظات وکشف وکرامات

ابتدا مجاہدات وریاضات سے شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ مجاہدات اور ریاضات محنت کا نام ہے۔ انسان جب محنت کرتا ہے تو پھل اٹھاتا ہے۔ کشف وکرامات یہ مثلِ پھل ہیں۔ اصل تو رضاء مولا پھل ہے۔ مگر کشف وکرامات اِسکی نشانیاں ہیں

قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچپن کا واقعہ اکثر بیان فرماتے تھے اور اپنی والدہ ماجدہ کا شکریہ آدا فرماتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ قبلہ والد ماجد حضرت بڑے اباجی صاحب رضی اللہ عنہ (تنبیہ) علماء کرام میں مشہور ہے کہ رضی اللہ عنہ) سوا صحابہ کرام کے نہیں بولنا چاہیے۔ مگر یہ فرق خیال رکھنا چاہیے کہ جس وقت رضی اللہ عنہ

صحابہ کیلئے کہا جاتا ہے۔ تو اس وقت یہ جملہ خبریہ ہوتا ہے اور
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ کے معنی میں ہوتا ہے یعنی
رب العلیٰ ان سے راضی ہوگیا اور وہ رب العلیٰ سے راضی ہوگئے
اور جس وقت یہ کسی ولی اللہ کے حق میں بولا جاتا ہے تو یہ
جملہ انشائیہ یعنی جملہ دعائیہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی
ہو۔

حضرت قبلہ باباجی صاحب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت
قبلہ والد ماجد[۱] مجھے ناظرہ قرآن مجید پڑھاتے تھے۔ اور کبھی
کبھار اپنے سر کے اوپر سے اٹھا کر زمین پر دے مارتے۔
ایک مرتبہ جب قبلہ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے سر سے اٹھا
کر زمین پر دے مارا تو میں بے ہوش ہوگیا اور پھر ماشوخیل والے
نور محمد صاحب جو کہ قبلہ والد ماجد سے علم میراث پڑھتے تھے انہوں
نے مجھے کندھے پر اٹھا کر گھر لے گئے پھر مجھے والدہ ماجدہ صاحبہ
رضی اللہ عنہا نے قرآن مجید ناظرہ خود پڑھایا اور ان ڈنڈوں سے مارتی
تھیں جن سے پہلے زمانے میں کپڑے دھوئے جایا کرتے تھے جسکو پنجابی
میں ڈنڈی کہا جاتا ہے۔ یعنی والدین ماجدین کا تربیتی عالم یہ رہا

حضرت قبلہ باباجی صاحب ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق
ہمارے استاد المکرم شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ فرماتے تھے
جس وقت حضرت قبلہ باباجی صاحب رضی اللہ عنہ آپ جب شکر
شریف میں قرآن حکیم یاد فرمایا کرتے تھے۔ تو راستہ میں کوئی ایسی جگہ
نہ تھی جہاں پر آپنے سجدہ نہ دیا ہو یعنی نفل نہ پڑھیں ہوں اور

شکردرہ شریف اور دریا شریف کے درمیان قریباً سولہ سترہ میل کا فاصلہ ہوگا اور اس وقت پیدل چلا کرتے تھے

آپ اندازہ لگائیں قبلہ باباجی صاحب کا بچپن اور عبادت کا اتنا بڑا شوق جن لوگوں نے آپکو نہیں دیکھا وہ تو شاید خیال کریں گے کہ یہ مبالغہ آرائی ہے لیکن جن لوگوں نے آپکو قریب سے دیکھا ہے اُسے اِن باتوں کے تسلیم کرنے میں شک نہیں ہوسکتا ہے

حضرت باباجی صاحب رضی اللہ عنہ کی خوش بختی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انکو اُس ولی کامل عالم باعمل کے گھر پیدا فرمایا جو کہ اپنے وقت کے استاد العلماء اور مرشد الرشداء تھے قبلہ باباجی صاحب محمد جی صاحب رضی اللہ عنہ فن میراث جسکے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تعلموا الفرائض فانہا نصف العلم علم میراث سیکھو کہ یہ نصف علم ہے اور نظم کے جو کہ تصوف کا بہترین خزانہ ہے

ان دو علموں میں استاد العلماء تھے آپکے پاس دور دور دراز سے طلباء علم میراث پڑھنے آیا کرتے تھے

اور تصوف میں قادریہ خاندان کے مشہور بزرگ حضرت صاحب مانکی شریف والوں سے جنکی مجلس مخزن فیض میں علماء یگانہ وصلحاء زمانہ کا جم غفیر ہر وقت رہتا تھا اور امراء کا وہاں کوئی مقام ہی نہ تھا حضرت قبلہ بڑے باباجی صاحب رضی اللہ عنہ نے جب قادریہ خاندان میں خلافت حاصل کی تھی اور قادریہ خاندان کے

متعلق مشہور ہے۔ کہ قادریہ خاندان پر چلنا ایسے ہے جیسے ننگی تلوار
پر چلا جائے۔ ایسے کامل ولی کے زیر نظرِ کرم حضرت قبلہ باباجی
صاحب ثانی لاثانی کی تربیت شروع ہوئی
جب آپ ناظرہ قرآن مجید پڑھ چکے تھے تو پھر قرآن
مجید حفظ کرنے کیلئے شکردرہ تشریف لے گئے آپنے وہاں قرآن مجید یاد
فرمایا اور شکردرہ شریف کے استاد مبارک بڑی بزرگ شخصیت
تھے تہجد گزار ساری زندگی قرآن حکیم کی فی سبیل اللہ خدمت کی ہے
جب حضرت قبلہ باباجی صاحب نے قرآن مجید حفظ فرمایا
تھا اس وقت علاقہ چھچھ میں حافظِ قرآن کوئی نہ تھا چھچھ میں حافظِ قرآن
کی مثال ایسے تھی جیسے صحرا میں چشمہ دریافت ہو جائے چھچھ میں حافظِ
قرآن مجید کا ہونا بڑی حیرت کن بات تھی جس وقت آپ قرآن مجید
حفظ فرما کر آئے تھے تو چھچھ میں صرف دو حافظ تھے ایک حضرت
قبلہ باباجی صاحب رضی اللہ عنہ / اور دوسرے حافظ سید خان صاحب
تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو اس قدر خوش آوازی بخشی تھی کہ لوگوں
میں مشہور ہے کہ فلاں شخص قرآن پاک پڑھتا تو ہوا میں پرندے
پرواز کرتے کرتے رک جاتے ہیں اور مچھلیاں پانی سے باہر آجاتی
ہیں۔اس
حضرت قبلہ بڑے باباجی صاحب رضی اللہ عنہ / آپکا ایک شاگرد جنکا
نام حافظ مولوی مشتاق صاحب تھا اور وہ نواب شاہ ریلوے
مسجد میں خطیب تھے راقم الحروف ایک مرتبہ حافظ محمد حسین صاحب
مرحوم جو کہ ہمارے استاد المکرم مولانا حافظ محمد امین صاحب مرحوم

کے دوست اور استاد بھائی تھے۔ انکے ساتھ نواب شاہ گیا وہ
حافظ محمد حسین صاحب اور مولوی محمد مشتاق صاحب کے پاس گئے
کیونکہ وہ انکے دوست اور استاد بھائی تھے مولوی مشتاق صاحب
اپنے مقتدیوں سے کہنے لگے کہ ضلع کیمبلپور میں دریا شریف
ایک گاؤں ہے وہاں پر ایک حافظ صاحب ہیں جب قرآن مجید
پڑھتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دیواریں وجد کر رہی ہیں
اور رب العالمین نے انہیں اتنی بلند آواز دی ہوئی ہے کہ
جب قرآن حکیم رمضان المبارک میں پڑھتے ہیں تو لوگ اپنی
بیل گاڑیاں ٹرک پر کھڑی کر کے دریا شریف قرآن مجید سننے
کیلئے آجایا کرتے تھے
ٹرک دریا شریف سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ
پر ہے آپ اندازہ لگائیں کہ اس وقت لاؤڈ سپیکر بھی نہ تھے
تو پھر رب العالمین نے کتنی بڑی آواز بخشی ہے (لوگوں
کی رہنمائی کیلئے / لوگ اپنے ضروری کام چھوڑ کر رب العلی
کا قرآن مجید سننے کیلئے آجایا کرتے تھے اور آپکی پرہیز گاری
سونے پہ سہاگہ کی مثال تھی
کالو کلاں کے اخوندزادہ محمد شفیع صاحب نے کہا تھا
کہ حضرت قبلہ باباجی صاحب رمضان المبارک میں جب قرآن حکیم
شروع کرتے تھے تو ہم سمجھ جاتے کہ اب دریا شریف میں
تراویح شروع ہوگئیں ہیں۔ اتنا اونچا آواز مبارک تھا کہ ساتھ
والے گاؤں میں آپکی آواز مبارک آسانی سے سنائی دیتی تھی

حضرت قبلہ باباجی صاحب رضی اللہ عنہ نے جب قرآن حکیم حفظ فرمایا تو پھر آپ مختلف مقامات پر کتابیں پڑھنے کیلئے گئے (کامرہ شریف، اکھوڑی، رام پور دہلی) اور آپکے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے بھی کچھ کتابیں پڑھیں

آپکے طلباء ساتھی جو کہ آپکے ساتھ بچپن میں پڑھا کرتے تھے وہ آپکی بچپن کی پرہیزگاری بیان کرتے ہیں۔ حکیم عبدالغنی آپکی پرہیزگاری بیان فرماتے ہیں کہ دہلی

میں دہلی میں حکمت پڑھا کرتا تھا اور حضرت باباجی صاحب (رح) آپ دہلی میں کتابیں پڑھا کرتے تھے حضرت سارا دن گلیوں سے اردو اخبارات کے کاغذ ہی اکھٹے کرتے رہتے تھے۔ میں نے ایک دن کہا حافظ صاحب یہاں آپکا رہنا مشکل ہے کیونکہ یہاں پر تو بہت ہی بے ادبی ہے۔ کیونکہ اس وقت اخباروں کا شہر ہی میں رجحان تھا دیہاتوں میں تو اس وقت اخباروں کا نام تک نہیں ہوتا تھا۔ اس لیے آپ وہاں سے آ گئے

راقم الحروف نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ جس کاغذ پر اسم اللہ لکھا ہوا ہوتا ہے۔ وہ کاغذ جب زمین پر گرتا ہے تو فرشتے اسکے نیچے اپنے مبارک پر رکھ دیتے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کا ولی آتا ہے تو اسے اٹھا لیتا ہے یہ کتنی بڑی خوش بختی کی دلیل ہے

حضرت قبلہ وکعبہ باباجی صاحب جب اکھوڑی میں ترکیبیں پڑھتے تھے۔ اس زمانہ میں لالہ فضل دین صاحب (اکھوڑی والے مرحوم

جو لحاف بیچنے کیلئے علاقہ چھچھ میں آیا کرتے تھے اور دربار شریف ہیں ٹھکانہ تھا۔ انہوں نے طالبعلمی کے دور کا واقعہ حضرت قبلہ باباجی صاحب رضی اللہ عنہ کا سنایا تھا کہ آپ جب الکھوڑی میں پڑھتے تھے تو گھڑی جیب سے نکال کر نماز ادا فرماتے۔ ایک مرتبہ نماز ادا فرما کر استاد صاحب کی مسجد شریف میں چلے گئے اور گھڑی وہاں ہی رہ گئی۔ پھر میں گھڑی دے کر آیا تھا

آپ گھڑی جیب سے نکال کر نماز کیوں ادا فرماتے تھے اس لیے کہ قادریہ خاندان والے حضرت صاحب مانکی شریف رضی اللہ عنہ آپ انگریز کے کارخانہ میں بنی ہوئی کوئی چیز استعمال نہیں فرماتے تھے اور آپکے متبعین بھی نہیں استعمال فرماتے۔ اور چونکہ گھڑی وقت کیلئے ضروری تھی اس لیے اسکو استعمال فرماتے تھے مگر نماز کیوقت جیب سے نکال دیتے تھے بحمد اللہ فضل دین صاحب اور اسکا سارا خاندان آپکی طالب علمی کا اتقاء اور پرہیز گاری دیکھ کر آپکے غلاموں میں ہوگیا ورنہ طالب علمی دور تو بہت ہی آزاد زمانہ ہوتا ہے اور طلباء دوست ایسا لحاظ نہیں کرتے

اور ایسے ہی حضرت قبلہ بڑے باباجی صاحب رضی اللہ عنہ بھی انگریز کے کارخانہ کا بنا ہوا کپڑا نہیں پہنتے تھے بلکہ جولاہے کے ہاتھ کا بنا ہوا اور ایسے ہی ہاتھ کا سی یا ہوا پہنتے تھے اور پن چکی پر ہاتھ کا پیسا ہوا آٹا کی روٹی تناول فرماتے۔ اور حضرت قبلہ باباجی صاحب رضی اللہ عنہ آپ بھی جب تک قادریہ خاندان میں تھے تو آپکا بھی یہی طریقہ رہا

حضرت قبلہ مانکی صاحب رضی اللہ عنہ نے جب اپنی مسجد مبارک بنوائی تھی تو تمام کنجیاں قبضے کیلیں غرض یکہ جو چیز تعمیر کیلئے ضرورت آتی آپکے لوہاروں سے بنوائیں یعنی انگریز کے کارخانہ کی کوئی چیز استعمال نہ فرمائی

ایسے ہی حضرت قبلہ بڑے بابا صاحب رضی اللہ عنہ نے جب اپنی مسجد مبارک بنوائی تو انگریز کے کارخانہ کی بنی ہوئی کوئی چیز استعمال نہ فرمائی بلکہ ہر ضروری چیز لوہار سے ہی بنوائی۔ یہ ہے فقیروں کا ترکِ موالات یعنی کافر اور انگریزوں کا بائیکاٹ۔ اور علماء کا ترکِ موالات دیکھو کہ ہندوؤں کے دھوکے میں پھنسے اور عوام کو اس بات پر اکسایا اور شوق دلایا کہ انگریز اور کافروں کا بائیکاٹ کرو اور گھر چھوڑ کر کابل ہجرت کر چلو تمہیں ہجرت کا ثواب ملے گا

مسلمان اپنے گھر خالی کر کے اپنے گھروں کو ہندوؤں اور انگریزوں کیلئے چھوڑ گئے اور کابل چلے گئے اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے نورِ بصیرت عطاء فرمایا تھا انہوں نے اس تحریک سے موافقت نہ کی۔ تو انپر فتویٰ بازی کی گئی۔ لیکن ان بزرگانِ دین کو یہ معلوم تھا کہ یہ عقلمندی نہیں کہ دشمن کیلئے اپنا گھر خالی کر کے اسکے اسکے حوالے کر دینا۔ جو اس تحریک کی وجہ سے کابل چلے گئے تو پھر انہیں پریشانی لیکر واپس لوٹنا پڑا۔

تو یہ فقیروں کا ترکِ موالات تھا کہ انگریز کے کارخانہ کی بنی ہوئی کوئی چیز استعمال نہ فرماتے جس وجہ سے آپ طالب علمی کے زمانہ

ہیں عمل کرتے رہے اور جیب سے گھڑی نکال کر نماز ادا فرماتے تھے

حضرت استاد المکرم محمد آمین صاحب رحمتہ اللہ علیہ جنکا

بحالت سجدہ انتقال پر ملال ہوا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اور قبلہ باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے بے پایاں محبت تھی اور آپ جماعت

کرا رہے تھے کہ جاں افریں اپنے مالک حقیقی کے سپرد فرمادی

حضرت استاد المکرم محمد آمین صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے

راقم الحروف کے سامنے قبلہ باباجیصاحب رحمتہ اللہ علیہ کے طالب علمی دور

کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ حضرت قبلہ باباجیصاحب لاثانی رحمتہ اللہ علیہ

آپنے ماموں صاحب الحاج شمس العلماء قاضی غلام جیلانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ

کے پاس رامپور میں پڑھتے تھے قاضی غلام جیلانی صاحب آپ

متعدد کتاب فقہ کے مصنف اور شامی شریف کے حافظ تھے اور

رامپور دہلی میں پڑھاتے تھے

رمضان المبارک میں دہلی کے سیٹھ آئے اور استاد

صاحب سے عرض کرنے لگے کہ تراویح میں سنانے کیلئے ہمیں کوئی حافظِ

قرآن شریف چاہیے جو ہمیں قرآن پاک بہترین طریقہ سے سنائے تو

استاد المکرم نے حضرت قبلہ باباجیصاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ذمہ ڈیوٹی

لگائی گئی آپنے جب وہاں قرآن حکیم سنایا اور آپکے مقتدیوں نے آپکی

تقویٰ و پرہیزگاری دیکھی تو بڑے ہی متاثر ہوئے اور قبلہ باباجی

صاحب سے بہت ہی پیار و محبت کرنے لگے

آپنے جب قرآن حکیم ختم فرمایا تو آپکے مقتدیوں نے

آپکو دو سو روپیہ دینا چاہا تو آپنے لینے سے انکار فرمادیا (اس وقت

کا دو صد آ چکے ہزاروں روپے پہ بھاری تھا) آپنے فرمایا کہ میں قرآن پاک کے پیسے نہیں لیتا انہوں نے بہت زیادہ اصرار کیا مگر آپنے نہ مہربانی فرمائی۔ آخر آپ تبلائے بغیر واپس رامپور تشریف لے آئے وہ لوگ اور متاثر ہوئے اور کہنے لگے یہ کوئی بڑا عظیم حافظ ہے کہ اتنی بڑی رقم اور سوچا تک نہیں اور ٹھکرا دی

آخر وہ سیٹھ استاد المکرم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ حافظ صاحب نے پیسے نہیں لیے لہذا یہ پیسے آپ حافظ صاحب کو دے دیں استاد المکرم صاحب نے آپکو بلا کر فرمایا کہ یہ پیسے وصول کر لو قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پیسے لینے سے اپنی عاجزی ظاہر فرمادی۔ قبلہ استاد صاحب نے جب بہت اصرار فرمایا تو آپ رونے لگ گئے اور عرض کرنے لگے کہ حضور مجھے مجبور نہ کیا جائے

غور فرمائیں کہ طالب علمی کا زمانہ پھر استاد المکرم کا اصرار بھی ہو مگر اپنے عاجزی ظاہر فرما دینا کتنی بڑی احتیاط ہے آپ فرماتے تھے کہ حافظ قرآن رمضان المبارک میں ختم قرآن کے پیسے لیکر کچھ دن تو گلہ لنگی باندھتے ہیں پھر سارا سال خراب حالت رہتی ہے انکی۔

آپنے ایک مرتبہ ایک طالب علم کو رمضان المبارک میں قرآن حکیم سنانے کیلئے بھیجا اور ساتھ محترم بھائی محمد سعید صاحب کو سامع کے طور پر بھیجا (چونکہ بھائی صاحب بہت کم سن تھے اور خود قرآن پاک نہیں سنا سکتے تھے اس لیے انہیں سامع کے طور پر بھیجا گیا) جب طالب علم نے قرآن پاک ختم کیا تو واپسی پر کامرہ والے استاد صاحب نے بھائی محمد سعید صاحب کو دو روپے دیئے

تو محترم بھائی محمد سعید صاحب نے انکار کر دیا تو استاد صاحب نے فرمایا
کہ یہ ختم کے نہیں میں اپنے پاس سے دے رہا ہوں استاد صاحب
کے اصرار پر لے لیے اور آکر صرف راقم الحروف سے بتایا کہ مجھے
استاد صاحب نے دو روپے دیے ہیں۔

جب ہم عید الفطر کی چھٹی نانکا گاؤں پانڈہ میں گزار کر
جب واپس آئے تو حضرت قبلہ باباجی صاحب نے محترم بھائی محمد شریف صاحب
و محترم بھائی محمد سعید صاحب دونوں کو کان پکڑوا کر خود عصر کی سنتوں
کی نیت باندھ لی۔ جب سنت سے فارغ ہو کر فرمایا وہ شریف
سعید کا مرہ سے پیسے لایا ہے تو بھائی محمد شریف صاحب نے عرض
کی کہ مجھے معلوم نہیں تو پھر انہیں کان چھڑوا دیے اور محترم بھائی
محمد سعید صاحب کو بہت مارا کہ پیسے کیوں لائے ہو۔

حضرت قبلہ باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے آٹھ صاحبزادگان ہیں اور
بحمد اللہ سب ہی حافظ قرآن ہیں اور استاد المکرم جو کہ ہمارے ماموں
و استاد بھی ہیں استاد المکرم مولانا حافظ محمد امین صاحب اور
آپکے بھتیجے حافظ محمد اشرف صاحب یہ سب حضرات و
طلباء جب چھچھ کے کسی گاؤں میں قرآن حکیم سنانے کیلئے جاتے تو
آپکا سخت حکم تھا کہ افطاری گھر سے کر کے جایا کریں اور سحری واپس گھر
کیا کریں اگر آپکو معلوم ہو جاتا کہ کوئی طالب علم و صاحبزادہ کا ایسے نہیں کرتا
تو بے حد ناراضگی فرماتے جب تک آپ نے قرآن پاک کی خدمت فرمائی
فی سبیل اللہ فرمائی

آپ نہ ہی طلباء کے نام پر پیسے وصول فرماتے اور نہ

ہی مسجد شریف کے نام پر پیسے وصول فرماتے تھے بحمد اللہ اُس وقت پچاس ساٹھ طلباء قریباً پڑھتے تھے. چندہ تو درکنار اگر کوئی خود طلباء کے نام پر پیسے دینا چاہتا تو نہ لیتے اور فرماتے کہ آپ مجھے طلباء کا امین ٹھراتے ہیں. ایسے ہی اگر کوئی مسجد مبارک کے نام پر دینا چاہتا تو آپ فرماتے کہ تمہارے گاؤں میں کوئی مسجد نہیں اگر ہے تو پھر یہ وہاں خرچ کر دیں آپ بڑی سختی فرماتے

اللہ اللہ تعالیٰ نے آپکو بہت بڑا جلال بخشا تھا کہ مسجد شریف میں کسی کو اونچی آواز نکالنے کی جرت نہ ہوتی تھی

آپ ایک مرتبہ مزار شریف پر جا رہے تھے راقم الحروف آپکے پیچھے جا رہا تھا. راستے میں خیال آگیا تو مجھے بھائیوں کیلئے کچھ پیسے مہربانی فرمائے کہ جاؤ اور بھائیوں کو دے دو (آپ جب راستہ پہ ہوتے تو دائیں بائیں یا پیچھے مڑکر نہ دیکھتے صرف نیچے مبارک نگاہ رکھ کر چلا کرتے) میرے چلنے کی شاید آواز آئی تو پلٹ کر دیکھا تو فرمایا کہ جیب میں امانت رکھ کر میرے پیچھے کیا کرتا ہے جا اور بھائیوں کو دے دو. یہ واقعہ دو تین مرتبہ پیش آیا آپکو اگر کوئی مسجد یا طلباء کے نام پر دینا چاہتا تو آپ سخت ناراضگی فرماتے

بحمد اللہ سال کے بارہ مہینے مسجد شریف کا کام لگا رہتا اور مسجد شریف آپنے تین منزلہ بنائی ہے اس نظریہ کے تحت یہ خدا کا گھر ہے یہ کسی سے نیچا نہیں ہونا چاہیے چونکہ گاؤں کے اونچا ہونے کی وجہ سے کچھ گھر بہت اونچے ہیں مگر آپنے ربّ العلیٰ کے گھر سے کسی گھر کو اونچا برداشت نہیں کیا

اتنی بڑی مسجد میں نہ ہی کسی انجینئر اور نہ ہی کسی مشیرِ تعمیرات کی ضرورت پیش آئی پس آپ جو حکم فرماتے مستری صاحبان کر گزرتے کسی کو چوں و چرا کی جرأت نہ ہوتی

حضرو والے مستری صاحب اللہ دین مرحوم و مغفور قریباً چودہ ۱۴ سال دربار شریف میں مسجد شریف کی خدمت فی سبیل اللہ کرتے رہے۔ اکثر کاموں میں اپنے بچوں کو بھی ساتھ رکھا کرتے تھے خاص کر محمد شروز یہ تو بہت زیادہ ساتھ رہتا تھا اور اب بھی مسجد شریف کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ اور مستری صاحب کے بھائی صاحبان اور بھتیجے اور لالہ محمد دین صاحب چھچیاں والے اور اس کے بھائی۔ لالہ محمد یونس صاحب اور نور محمد صاحب حضرو والے اور لالہ محمد یوسف صاحب مرحوم مغفور اکثر مسجد شریف کے کاموں پر لگے رہتے تھے۔

اور ایسے ہی بہت بڑی عیدگاہ بنوائی تھی۔ اور مستری صاحب نے اپنی زندگی کا چودہ سالہ حصہ مسجد شریف کیلئے وقف کیا تھا سوچیں کہ کتنے کام تھے مگر پھر بھی آپ نے پیسے لینا پسند نہ فرمایا کچھ حاسد لوگوں نے آپکو بدنام کرنے کیلئے مختلف سکیمیں بنائیں تو اس کے بعد حضرت قبلہ باباجی صاحب رضی اللہ عنہ نے کئی دفعہ عیدالمبارک کی نماز کے بعد اعلان فرمائے کہ اگر کسی نے مسجد شریف کے چندے کا ایک پیسہ بھی دیا ہے تو آج بھرے مجمع میں کہہ سکتا ہے۔ اور اس سے اپنی بڑائی مقصود نہ ہوتی بلکہ اپنے آپکو تہمت سے بچانا مقصود ہوتا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اپنے آپکو تہمت کی جگہ سے بچاؤ۔ اور آپکو اپنی ذات کو تہمت سے
اور دوسروں کو غیبت و بدگمانی سے بچانا مقصود ہوتا۔ اگر
کسی چیز کے سنبھالنے میں سستی ہوجاتی تو فرمائے کہ کیوں
دوسرے کو گنہگار ہونے کا موقعہ دیتے ہو جب وہ چوری کریگا
تو گنہگار ہوگا

لنگر شریف کا جتنا مال آپ منگواتے تھے یعنی لحاف
تلائی سلپچے لوٹے گلاس غرضیکہ جو سامان ہوتا آپ اپنی
نیت سے مباح فرمادیتے تھے

ایک مرتبہ دو مہمان حضرات آئے رات کو انکی مہمانوا
زی کی گئی اور بستر ے وغیرہ انہیں دیے گئے رات کا کچھ حصہ بیت
جانے کے بعد مسجد شریف کے بستر ے نیچے تہہ خانہ میں جمع کرتے
رہے قریباً چھ سات بستر ے جمع کر چکے تھے کہ مسجد شریف کے
دو خادم جاگ پڑے جب ان چوروں کو پکڑنے کی کوشش کی
گئی تو انہوں نے بھاگتے بھاگتے ایک خادم کو چاقو مار دیا اور
جب انکا پیچھا کرتے کرتے آخر پکڑنے میں کامیاب ہو گئے
خادمین کہتے ہیں کہ دلمیں بہت خوش تھے کہ قبلہ باباجی خدا
خوش ہونگے مگر جب پتہ چلا تو سخت ناراض ہوئے اور فرمانے
لگے کہ اگر تمہیں مار جاتا تو پھر کیا ہوتا آپنے پھر اس چور کو چھوڑ دیا

آپ اکثر فرماتے تھے کہ میرا کتب خانہ میری اولاد کیلئے
وقف ہے میرے دلمیں خیال آتا کہ ویسے بھی تو اولاد ہی کا ہے
پھر اولاد پر وقف کرنا کیا معنی ہے۔ تو ایک دن ایک کتاب

کا مطالعہ کرتے کرتے یہ عقدہ حل ہوا۔ کہ اگر آپ وقف نہ
فرماتے تو آپ جس وقت دنیا سے رخصت ہو جاتے تو جب کوئی
مطالعہ کرتا تو اسکو اجازت لینی پڑتی۔ یا تقسیم کے بعد استعمال
کر سکتا۔ اگر تقسیم سے پہلے اجازت کے بغیر پڑھتا تو گنہگار
ہوتا۔ آپنے اپنی اولاد کو گنہگار ہونے سے پہلے اپنی کتابیں اولاد
پر وقف فرمادیں۔ آپکا سینہ مبارک کتنا روشن تھا اور
جزئیات فقیہہ کی بات اگئی تو ایک دو باتیں اور بھی عرض ہیں

جب میں فقہ شریف کی کتابیں پڑھتا تھا اور نماز کے
متعلق جب کتابوں میں پڑھتا کہ اگر قیام کی طاقت نہیں تو
بیٹھ کر پڑھے میری سمجھ میں تو یہ آتا تھا کہ اگر پوری رکعت
کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے تو تھوڑا کھڑا ہو سکتا ہے تو تھوڑا کھڑا ہونے
کی ضرورت نہیں

جناب چچا صاحب محمد اکبر مرحوم و مغفور حاجی محمد شریف صاحب کے والد
جب کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے وہ نماز کی تکبیر تحریمہ
بیٹھ کر کہتے تھے۔ ایک دن آپکی نظر مبارک پڑ گئی۔ آپنے فرمایا
کہ نماز میں جو شرائط فرض ہیں وہ تکبیر تحریمہ کیلئے بھی ہیں۔ لہذا جو تکبیر
تحریمہ کیلئے کھڑا ہو سکتا ہے تو وہ اگر بیٹھ کر کہتا ہے تو نماز نہ ہوگی
یہ فرق اس دن مجھے آپکی تحقیق سے سمجھ آیا اور قوی امید ہے کہ یہ
اکثر علماء کو بھی پتہ نہ ہوگا

ایک دن آپ صف میں کھڑے تھے کہ ایک شخص آیا اور
اس نے اپنی چادر مسجد شریف کی دری پر بچھادی آپنے وہ

چادر اٹھا کر دیوار کے پاس پھینک دی مجھے اِس بات پر بہت تعجب آیا اور سوچتا رہا اس لیے کہ آپکی ہر بات حکمت سے خالی نہ ہوتی. پھر مسئلہ دیکھنے کے بعد پتہ چلا کہ مسجد کی صفوں پر کپڑا بچھانا درست نہیں اس لیے کہ وہ بھی تو نماز ہی کیلئے بچھی ہوتیں ہیں

اور یہ کپڑے کسی اور کام کیلئے بھی استعمال ہوتا اس لیے

احتیاط اِسی میں ہے کہ صفوں پر نماز ادا کی جائے

ایسی ہی تحقیق آپکی رات دن زیرِ نظر رہتی تھیں تو میں مسجد شریف کے متعلق لکھ رہا تھا تو عرض ہے کہ ہر وقت کام لگا رہتا تھا مگر مسجد شریف کے نام پر کچھ لینا سوچا بھی نہیں جا سکتا اگر کوئی نیا مہمان دربار شریف سے پورا واقف نہ ہوتا اور لنگر شریف کے نام پر کچھ پیش کرنا چاہتا تو آپ نہ لیتے اور فرماتے کہ یہ سوچا ہوگا کہ لنگر شریف

کا بہت بڑا خرچ ہے اس لیے دینا ہوگا

اب آپ حضرات سوچتے ہونگے کہ نہ ہی آپکے کچھ آمدن کے ذرائع تھے اور نہ ہی آپ کسی سے کچھ وصول فرماتے تو پھر یہ اتنا بڑا خرچ کہاں سے پورا ہوتا ہے. تو عرضِ خدمت ہے کہ آپنے پیران پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ سنا ہوگا کہ نیم روز کے بادشاہ نے آپکو ایک خط لکھا اور عرض کی کہ حضور آپکے لنگر شریف کا بہت بڑا خرچ ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو میں سنجر کا علاقہ لنگر شریف کے نام کرنا چاہتا ہوں

آپنے خط کی پشت پر جواب لکھ بھیجا اور فرمایا

چوں چترِ سنجری رخ بختم شود سیاہ ۔ در دل اگر ہوس باشد ملکِ سنجرم

زانکہ گر خبر یافتم از ملک نیم شب ؛ من ملک نیم روز بیکجو نے خرم

ترجمہ : میرے بخت کا منہ کالا ہو اگر کچھ بھی حرص ہو مجھے ملک سنجر کی جس دن سے مجھے اللہ تعالیٰ نے شب بیداری کی نعمت اور دولت نصیب کی ہے اس دن سے مجھے دنیا کی حکومت کا کوئی شوق نہیں اور ایک جوتے کے برابر قدر و منزلت نہیں رہی

حضرت قبلہ باباجیصاحب نور اللہ مرقدہٗ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے اور فرماتے

گر بر توکل یاتہمدت فیروزیت ؛ حق دہد مانند مرغاں روزیت

ترجمہ توکل کا سبق اگر تو نے خوب یاد کیا تو پھر اللہ تعالیٰ تجھے روزی مرغوں کی طرح دیگا

حضرت قبلہ باباجی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توکل کا سبق یاد کرنے کا اندازہ لگائیں یہ کتابوں میں بیان کرنا بہت مشکل ہے جن لوگوں نے سرکار باباجیصاحب رضی اللہ عنہ کو قریب سے دیکھا ہے تو وہ یہ کہنے کیلئے مجبور ہونگے کہ آپکے اوصاف کا حق ادا نہیں کیا گیا اور ہو بھی نہیں سکتا اس لیے کہ آپ ایسے پسند نہیں فرماتے تھے مگر کچھ احباب کے بہت اصرار کو مد نظر رکھ کر اس اہم کام کی طرف کمر ہمت باندھی گئی مقولہ مشہور ہے

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

ایک دو باتیں وضاحتاً عرض ہے کہ ہمارا علاقہ غلے کے اعتبار سے بہت ہی کمزور تھا۔ اس لیئے کہ آبادی زیادہ اور زمین آبادی کے اعتبار سے کم تھی۔ جب سردیوں کا موسم آتا تو اکثر

لوگ وہاجی ہو جاتے یعنی غلہ وغیرہ ختم ہو جاتا ہے اور لوگ آٹا وغیرہ اُدھار لیکر سردیوں میں گزارہ کرتے تھے مگر حضرت قبلہ باباجیصاحب رضی اللہ عنہ جب سردیوں کا موسم آتا تو آپ مسجد شریف کے کام اور وسیع فرما دیتے اور خوب خرچ فرماتے اور کام صرف اس غرض سے شروع فرماتے کہ کام کے بہانے ضرورت مند اپنی ضرورت پوری کر لے گا

ویسے تو شاید روٹی کے لئے آنے سے شرم کریں اور کام کے بہانے اپنی ضرورت پوری کر لیں گے اور جب انگریز کا زمانہ تھا اور چینی وغیرہ پر کنٹرول تھا اور بلیک چینی بڑی مشکل سے ملتی تھی اور پیسہ وغیرہ بھی مشکل تھا. اور مستری کی مزدوری بھی تین چار روپے ہوتی. اس زمانہ میں آپ لنگر شریف کا خرچ بہت بڑھا دیتے

ایک عجیب عرض یہ ہے کہ آپ انگریزی کا لفظ استعمال کرنا بہت گراں سمجھتے اور آپ انگریز کی بنی ہوئی چیز کا نام لینا بھی اچھا نہ سمجھتے تھے. آپ کنٹرول کو کان تروڑ فرماتے اور ڈپو کو ڈبو فرماتے. ہماری زبان میں بہت بھونکنے والے کتے کو ڈبو کہتے ہیں

حضرت قبلہ باباجیصاحب رضی اللہ عنہ کا لنگر شریف اتنا وسیع ہے کہ تہجد نماز سے شروع ہو کر رات کے گیارہ بجے تک رہتا تھا (بحمد اللہ اب بھی ان ہی کی مبارک نگاہوں صدقہ کھلا رہتا ہے) جو حضرات تہجد پڑھنے والے ہوتے انہیں

چائے وغیرہ دی جاتی پھر سارا دن لنگر شریف چلتا رہتا ہے پھر صبح کی نماز کے بعد طلباء و مہمان حضرات کو سویاں کا ناشتہ دیا جاتا تھا۔ پھر گاؤں کے بچے اکثر لنگر لے جاتے تھے صبح گیارہ بجے تک سویاں رہا کرتیں تھیں اور گیارہ کے بعد قریباً دوپہر کا کھانا تیار ہو جاتا (الحمد اللہ رب العلیٰ کے کرم خاص اور حضور بابا جی صاحب رضی اللہ عنہ کی نگاہ کرم صدقہ اب بھی یہی معمول ہے) دوپہر کا کھانا قریباً عصر کی نماز تک جاری رہتا اور کوئی وقت مختص نہ تھا کہ فلاں وقت پر لنگر مل سکتا ہے اور فلاں وقت پر لنگر بند ہوتا ہے بلکہ ضرورت کی صورت میں کھانا تازہ بھی تیار ہو جاتا۔ لنگر شریف کے موضوع پر ایک اور بات عرض کر دیتا ہوں

ایک مرتبہ سرکار کے معتقد حاضر دربار شریف کا ارادہ کر کے لاہور سے چلے اور انکے پاس اپنی گاڑی تھی انکے ساتھ انکے چھوٹے بھائی بھی تھے اور چھوٹے بھائی پہلے دربار شریف نہیں آئے ہوئے تھے جب حسن ابدال پہنچے تو چھوٹے بھائی بڑے بھائی سے کہنے لگے کہ اب بہت دیر ہو چکی ہے دربار شریف پر تو لنگر بند ہو چکا ہو گا روٹی نہیں کھا لیتے ہیں بڑے بھائی صاحب نے کہا نہیں دربار شریف پر کھائیں گے یہ ہوٹلوں کی روٹیاں تو ہمیشہ کھاتے رہتے ہیں چھوٹے صاحب نے کہا یہ درست ہے مگر اب تو لنگر بند ہو چکا ہو گا اس اصرار پر روٹی وہیں کھالی۔ جب دربار شریف

پہنچے تو ان سے کھانے کا دریافت کیا گیا اسکے بعد چائے سے انکی تواضع کی گئی صبح جب نماز و طلباء سے فارغ ہو کر جب آپ ان حضرات سے مخاطب ہوئے تو آپنے چھوٹے بھائی کی طرف توجہ نہ فرمائی تو وہ دلمیں خیال کرنے لگا کہ یہ کیسے بزرگ ہیں جو کہ ناواقف کی طرف توجہ ہی نہیں فرمارہے انکا دلمیں یہ سوچنا ہی تھا کہ انکی طرف متوجہ ہو کر آپ فرماتے ہیں بھائی صاحب جو مہمان اپنے میزبان کو دو روٹی کے قابل نہ سمجھے وہ اپنے میزبان سے مزید کیا توقع کرتا ہے۔ یہ سنکر اُن بھائی صاحب نے جلد آگے بڑھکر بیعت کیلئے درخواست کی آپنے انکار فرما دیا انہوں نے بہت اصرار کیا مگر آپنے نہ قبول فرمایا

لنگر شریف اکثر گاؤں والے بھی لے جایا کرتے

ایک مرتبہ گاؤں کا ایک بچہ بار بار آتا تو لنگری صاحب کے برخوردار نے اسے روکا تو وہ ناراض ہو گیا اور لنگر شریف سے کھانا وغیرہ لے جانا بند کر دیا۔ جب حضرت قبلہ باباجی صاحب کو پتہ چلا تو آپنے لانگری صاحب پر سخت ناراض ہوئے اور پھر لانگری صاحب کو اسکے گھر اُسے راضی کرنے کیلئے بھیجا

اور لانگری صاحب سے فرمایا کہ رب العٰلمین سخت ناراض ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرا دیا ہوا میری مخلوق کو دینے سے تنگ ہوتے ہو۔ اور پھر ایک مرتبہ دیکھا کہ چھوٹے لانگری نے ایک کتے کے سر پر سوٹی ماری اور آپ دیکھ رہے تھے تو سخت ناراض ہونے لگے اور فرمایا کہ یہ حیوان

حیوان خدا تعالیٰ کی دربار میں عرض کریگا کہ یارب العٰلمین مجھے پیٹ
کی وجہ سے مار گیا ہے۔ اگر تو پیٹ نہ لگاتا تو کیوں ذلیل ہوتا
حدیث شریف میں ہے کہ جب کتا شیطان کو
دیکھتا ہے تو بھونکتا ہے اور جب مرغ فرشتوں کو دیکھتا ہے تو بانگ
دیتا ہے۔ لنگر شریف کے باہر اکثر ایک کتا بیٹھا رہتا تھا
لانگری صاحب کہتے ہیں ہم نے کبھی اسے بھونکتے ہوئے نہیں سنا
اور مرغ جب لنگر شریف میں ہوتے ہیں تو اکثر بانگ ہی دیتے
رہتے ہیں تو میں ہنستا تھا کہ آپ کے صدقہ سے شیطان کا داخلہ تو
اللہ تعالیٰ نے بند کیا ہوا ہے

آپ جب تمام وظائف سے فارغ ہوتے تو لانگری
صاحب سے پوچھتے کہ مہمان ہیں کہ نہیں کبھی کبھار اگر لانگری صاحب
کہدیں کہ آج مہمان نہیں تو سخت پریشان ہوجاتے اور فرماتے
کہ آج کچھ ناراضگی ہے کہ مہمان نہیں بھیجے اور ایسے ناراض ہوتے
جیسے کوئی بہت بڑا نقصان ہوگیا ہو اور اکثر یہ شعر پڑھتے
تھے

اے برد مہماں رانزو مت دار ۔ ہست مہماں از عطاء کردگار

حضرت قبلہ باباجی صاحب رضی اللہ عنہ، طریقت میں داخل
ہوئے اور رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو آپ مانکی شریف گئے
وہاں بہت حفاظ کرام پہلے سے جمع تھے ہر ایک کے دل کی
یہ حسرت تھی کے حضرت کو قرآن حکیم سنانے کی سعادت ہمیں

نصیب ہو مگر حضرت صاحب کو امامت کرانا کچھ آسان کام نہ تھا
پورا پورا مستحبات کا خیال کرنا ہوتا اور صحت تلاوت کا بہت
بڑا پاس کرنا پڑتا

عذار اور صبی ر کا جہاں جم غفیر ہو وہاں پر امامت کچھ
معنی رکھتی ہے مگر ایسے مقام پر امامت کا شوق ہر خوش بخت کو
ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہیے۔ تو حضرت صاحب مانکی رضی اللہ عنہ
نے اپنے معتمد علیہ صاحب سے فرمایا کہ حفاظ کرام کا قرأت اور
پرہیزگاری یعنی مستحبات کا لحاظ رکھتے ہوئے چناؤ کیا جائے
امتحان میں حضرت صاحب کی مرضی کے معیار پر صرف نام نامی
اسم گرامی حضرت قبلہ وکعبہ باباجی صاحب رضی اللہ عنہ کا پورا اترا
تراویح پڑھانے کا شرف حضرت صاحب کے سامنے
آپکو حاصل ہوا ایسے ہی جب دربار عالیہ دریائے رحمت شریف میں
قبلہ باباجی صاحب رضی اللہ عنہ کے سامنے جب ہمیں قرآن حکیم سنانا
پڑتا تو ان سب باتوں کا بڑا ہی پابند ہونا پڑتا

بحمد اللہ ہم تمام بھائی کم عمری ہی میں قرآن حکیم کی دولت
سے بہرہ ور ہو گئے تھے اور تراویح میں سنانے کیلئے کچھ مدت
انتظار کرنا پڑتا اور جب کوئی بھائی اس سعادت کے اہل ہو جاتا
تو آپ اسے تراویح میں سنانے کیلئے حکم فرماتے۔ اور استاد المکرم
مولانا حافظ محمد امین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی یہ ڈیوٹی مہربانی
فرماتے اور فرماتے کہ انکا خیال کرنا کہ یہ کہیں وضو میں مستحبات میں
غفلت نہ کریں۔ اور پورے وضو کے دوران استاد المکرم سر پر کھڑے

رہتے جب وضو کرتے پھر تراویح پڑھانے کیلئے نئے کپڑے پہنائے جاتے اور تراویح پڑھانے کے بعد وہ کپڑے اتار دیے جاتے

پھر نماز تراویح میں منزل کے دوران مخارج کا بہت بڑا خیال کرنا پڑتا۔ اگر مخرج میں کوئی غلطی ہو جاتی تو سلام کے بعد سخت ناراضگی فرماتے اور اگر کوئی بڑی غلطی ہو جاتی تو نماز تڑوا دیتے اسی خوف کے سبب جس بھائی کی باری ہوتی اسے کوئی چیز سکون نہ دیتی۔ آپکا معمول تھا کہ پانچ پاروں سے کم نہیں سنتے اور جب جمعرات شریف کا دن آتا تو فرماتے کہ آج مبارک رات ہے اور ختم شریف ہو جانا چاہیے جتنی منزل ہوتی پڑھا دیتے اگرچہ بیس پارے ہوں

اور آپکے شوق کا یہ عالم تھا کہ بڑھاپے میں بھی کھڑے ہو کر پورا پورا قرآن حکیم سن لیتے اور بیٹھتے تک نہیں اور رمضان شریف کی جب ستائیس ویں رات کو شبینہ قرآن فرماتے اور بڑے دور دراز سے لوگ آتے۔ اور تراویح میں آپکا یہ معمول ہوتا کہ جو معزور لوگ ہوتے انکے لیے چھوٹی تراویح کا اہتمام فرماتے اور جو باذوق ہوتے انکے لیے پانچ پانچ پارے منزل پڑھی جاتی اور سب کے سب قریباً مہمان حضرات ہی ہوتے جو کہ اس ذوق سے پورا پورا مبارک مہینہ دربار شریف پر ہی گزارتے اور جو نزدیک گاؤں کے رہنے والے ہوتے وہ رات کو آجایا کرتے

رمضان المبارک کے پہلے تین روز میں دس دس پاروں کا ختم ہوتا پھر معمول کے ساتھ پانچ پانچ پارے پورے رمضان

المبارک میں جاری رہتے اور بحمد اللہ اب بھی انہی کا صدقہ یہ معمول جاری ہیں اور رب العالمین انہیں جاری وساری رکھے آمین ثم آمین

آپکی پنی یہ کیفیت ہوتی کہ جیسے کوئی شخص اپنی محبوب ترین چیز کے انتظار میں بے چین ہوتا ہے۔ ایسے ہی آپ رمضان المبارک کی انتظار میں بے چین ہوتے اور رمضان المبارک جوں جوں قریب آتا آپکی خوشی بڑھتی جاتی اور رمضان المبارک سے پہلے تین روزے بڑے اہتمام سے رکھتے جیسے کسی مقرب مہمان کے آنے پر اسکا استقبال کیا جاتا ہے ایسے ہی آپ رمضان المبارک کا استقبال فرماتے

رمضان المبارک کے پہلے پندرہ روز آپ بہت خوش رہتے پھر آپکو رمضان المبارک کے الوداع ہونے کا آپکو فکر ہو جاتا تو آپ سخت غمزدہ ہو جاتے پھر ہر دن کے گزرنے پر آپ پریشان ہوتے اور اکثر یہ مصرعہ پڑھتے

بعد سالے آمدی   بعد ماہے میروی

ایسے درد بھرے لہجے میں فرماتے کہ آج یہ مصرعہ لکھتے ہوئے مجھے وہ منظر یاد آ گیا اور میری آنکھوں میں آنسوں بھر آئے کہ واہ وہ کیسی گھڑیاں تھیں۔ اور مصرعہ کا مقصد ہوتا کہ سال بعد آیا ہے اور ماہ بعد چلا گیا ہے۔ فرماتے تھے خبر نہیں یہ مبارک گھڑیاں پھر نصیب ہو نگی کہ نہیں۔ جمعۃ الوداع پر آپ خطبہ پڑھتے جسکا ایک ایک لفظ آپکے درد کی ترجمانی کرتا جو کہ کتاب کے آخر میں درج کیا جائے گا اور جب عید الفطر ہوتی تو آپ کا

رنگ مبارک سیاہ ہو جاتا۔ اور کپڑے پھٹے پیوند لگے ہوئے
اور دھوئے ہوئے پہنتے۔ جیسا کہ کسی کا بہت بڑا نقصان
ہو گیا ہو اور کسی اور خوشی کے ساتھ اسکا دل نہیں بہلتا ہو
حضرت قبلہ باباجیصاحب رضی اللہ عنہ کے مجاہدہ
کا اندازہ لگائیں کہ خود فرماتے تھے کہ میں نے تین سال تک
آسمان نہیں دیکھا یہ فخر کی وجہ سے نہیں فرماتے تھے بلکہ ہم لوگوں
کو شوق دلانے کیلئے فرماتے تھے۔ آسمان نہ دیکھنا عبادت نہیں
بلکہ مطلب یہ ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کی امداد کے بغیر مشکل ہے
کیونکہ اگر زرہ سی بھی نظر اٹھ جائے تو آسمان سامنے ہے۔ تو تین
سال نہ دیکھنا نظر پر کتنا بڑا کنٹرول تھا۔ سب سے بڑا انسان کو
بہکانے کیلئے ہتھیار نظر کا تیر ہے
حدیث شریف میں ہے النظر سہم من سہام
الشیطٰن۔ انسان کو روحانی موت مارنے کیلئے جو شیطان نے
تیر رکھے ہیں ان میں سے ایک تیر نظر کا ہے۔ یہ کتنا بڑا مجاہدہ
ہے۔ جب آپنے طالب علمی کا دور ختم کیا اور تزکیۂ نفس کا
دور شروع کیا تو پھر آپ کئی کئی ماہ چلہ کشی فرماتے رہے اور
ایک دو کے چلے نہیں بلکہ جن چلوں کے متعلق کسی شاعر نے
خوب فرمایا غالبا حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے آپ
فرماتے ہیں

اے صوفی شراب آنگہ بود صاف — کہ در شیشہ بماند اربعینے

صوفی شراب نشہ آور اس وقت صحیح ہوتی ہے جس

وقت کئی کئی چلے شیشی میں رہے۔ آپ کئی کئی ماہ چلے فرماتے تھے
اور وہ چلے صرف نام کے نہیں ہوتے بلکہ دن کو روزہ اور راتکو
قیام اور ہر وقت اپنے تسبیح خانہ مبارک میں گرمیوں اور سردیوں
میں دن رات اندر رہتے تھے گرمی اس شدت کی ہوتی
کہ لوگ ٹھنڈی ہواؤں میں بھی آرام نہ پا سکتے تھے مگر آپ
گرمی کی شدت کے باوجود نماز باجماعت پڑھنے کے بغیر باہر
تشریف نہ لاتے تھے اپنے نفس کے رام کرنے میں اور نفس
امارہ کو نفس مطمئنہ بنانے کیلئے رات دن پرہیز میں گزار دیتے
تھے۔ حضرت شیخ عطار رحمتہ اللہ فرماتے ہیں

ہر کہ او را نفس توسن رام شد = از خردمندان نیکو نام شد

جس نے اپنے نفس کو تابعدار بنا لیا وہ بڑے داناؤں
اور نیک ناموں میں ہو جاتا ہے اور نفس امارہ کو مارنے کیلئے
نسخہ ہر وقت استعمال فرماتے رہتے۔ اور اس کے مارنے کا
نسخہ پیشواؤں سے ایک اپنی کتب میں کچھ یوں لکھا ہے
حضرت شیخ عطار علیہ رحمتہ آپ فرماتے ہیں

نفس نتواں کشتن الا با سہ چیز = چوں بگویم یاد گیرش اے عزیز
خنجر خاموشی و شمشیر جوع = نیزۂ تنہائی و ترک ہجوع
ہر کہ را نبود مرتب ایں سلاح = نفس او ہرگز نیابد در فلاح

نفس امارہ کو قابو کرنے کیلئے تین ہتھیار ہیں خاموشی
کا چھرا اور بھوک کی تلوار تنہائی اور شب بیداری کا نیزہ
نفس کے مارنے کے یہ تین ہتھیار ہیں اگر یہ ہتھیار ہیں تو

نفس کو مارنے کیلئے کوئی پریشانی نہیں. اگر یہ تینوں ہتھیار نہیں تو پھر نفس کو قابو کرنا بہت مشکل ہے

میری زندگی بھی آپکی رحلت مبارک کے وقت قریباً چالیس سال ہوگی مگر ہمیں نہیں یاد کہ ہمنے گرمی کی وجہ سے آپکو غسل فرماتے دیکھا ہو یا ٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے سر پر پانی بہاتے دیکھا ہو مگر جمعۃ المبارک کے غسل کی اتنی سخت پابندی تھی کہ جس بیماری کے بعد آپ صحت مند نہیں ہوئے اور دنیا سے رحلت فرمائی۔ اس بیماری کا پہلا دورہ جمعرات شریف کی رات کو ہوا اور اتنا سخت تھا کہ تمام احباب گھبرا گئے۔ مگر اس دورہ میں بھی آپنے صبح کی نماز باجماعت ادا فرمائی

ہمارے ناقص عقل میں تو یہ محال نظر آتا ہے مگر جن لوگوں کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی سے کچھ بھی واقفیت ہو اسے یہ کچھ محال نظر نہیں آتا: کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو نماز کی حالت میں کسی بہت بڑی تکلیف کا بھی احساس نہیں ہوتا تھا۔ انسان اگر غور کی نظر سے دیکھے تو حضرت قبلہ بابا جیصاحب رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی کا نمونہ ہے۔

اس بیماری کا دورہ جمعہ کی صبح کو گیارہ بجے کے قریب کچھ کم ہوا۔ تو آپنے غسل فرمایا حالانکہ سخت سردیوں کا موسم تھا بڑھاپے کی عمر اور بیماری کی شدت پھر جمعۃ المبارک کا غسل نہ ترک کرنا کتنی پابندی سنت ہے۔ جن حالات

میں اللہ تعالیٰ سہولت فرائض میں بھی فرمادی اور عام لوگ جہاں
فرائض کی بھی پابندی نہ کر سکیں
مگر آپ اپنے عزم کے پہاڑ تھے ان حالات
میں اللہ تعالیٰ فرائض میں بھی سہولت فرماتے ہیں۔ سنتیں و نوافل
جن پر انسان اپنی صحت میں پابندی کرے۔ بیماری میں ادا کے
بغیر بھی اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے اسکے اعمال نامہ میں ثواب
لکھتے رہتے ہیں۔ مگر قبلہ باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بیماری
کی حالت میں بھی سنتیں زوائد کو بھی نہ چھوڑیں۔ تو صحت میں
پابندی کا کیا عالم ہو گا۔ آور آپکی جرأتِ خداداد کا اندازہ لگا
ئیں کہ سنت کے ساتھ کتنی بے حد درجہ محبت کی دلیل ہے
آپ غسل بھی صرف دو کوزوں سے فرماتے جس
میں دو مد پانی ہوتا۔ یعنی فقہ نے غسل کیلئے جو پانی کی حد
مقرر فرمائی ہے اس سے زیادہ نہ ہوتا تھا یہ شریعت کی
پابندی تھی کہ ساری زندگی اپنے نفس کیلئے غسل تک نہیں
فرمایا۔ ابتدا میں کئی ماہ چلہ کشی کرتے راتکو جاگتے اور دن کو
روزہ رکھتے۔ رب العلمین کی کچھ ایسی نظر عنایت اور نظر کرم
تھی کہ آپکو حاجاتِ ضروریہ کی ضرورت بھی اپنی مرضی مبارک
کے وقت ہوتی آپکا معمول مبارک یہ تھا کہ صبح گیارہ بجے
وضو توڑتے پھر تازہ وضو فرما کر آپ صلوٰۃ ضحی پڑھتے
یعنی نمازِ چاشت پڑھتے کے بعد وظائف پڑھتے جب
اپکے وظائف مکمل ہوتے تو زوال کا ٹائم ہو جاتا پھر آپ نمازِ

زوال پڑھتے پھر کھانا تناول فرماتے اور دائمی آپکا معمول تھا کہ آپ روٹی سے چار حصہ فرماتے۔ اور آپ صرف روٹی کا تیسرا یا چوتھا حصہ تناول فرماتے۔ اس سے زائد بالکل نہیں ہوتا یہ بھی آخری عمر میں مہربانی فرماتے۔ پہلی عمر میں تو کئی کئی ماہ روزے ہوتے۔ اور سالن آپ مونگ کی دال جس میں گھی بالکل کم ہوتا وہ تناول فرماتے۔ اگر سالن میں گھی زیادہ ہوتا تو ہمیں جواب دیکر بھیجتے کہ گھر جاکر کہو کہ گھی نہ ڈالا کریں۔ کھانا کھانے کیبعد پھر وظائف میں مشغول ہو جاتے۔ جب فارغ ہوتے تو ظہر کی سنتیں ادا فرماتے پھر ظہر کی جماعت خود کراتے۔ ختم خواجگان پڑھتے فارغ ہوکر مہمان حضرات میں بیٹھتے

مہمان حضرات سے فارغ ہوکر کتب کا مطالعہ فرماتے

دو تین سال انتقال سے پہلے عصر کی نماز سے پہلے ادھا گھنٹہ آرام فرماتے یہ معمول آخری ایام کا تھا۔ ورنہ پہلے مہمانوں سے فارغ ہوکر تسبیح و نوافل میں مشغول رہتے۔ پھر عصر کی سنتیں پڑھتے پھر نمازِ عصر ادا فرماتے ختم خواجگان سے فارغ ہوکر معمولی وقت مہمان حضرات کو دیتے

پھر مسجد شریف کی تیسری منزل کی چھت پر بیٹھ کر استغفار میں مشغول ہوجاتے۔ پھر مغرب کی نماز کیلئے نیچے اترتے نماز پڑھنے کے بعد اوابین کی رکعتیں پڑھتے پھر تسبیح میں مشغول ہو جاتے کچھ دیر بعد آپ اپنے معمول کے مطابق کھانا تناول فرماتے فراغت کے بعد پھر وظائف میں مشغول ہو جاتے

پھر آپ نماز عشاء پڑھتے نماز کے بعد کوئی ایسے مہمان ہوتے جنہیں مجبوری کا جانا ہوتا آپ انسے ملاقات فرماتے اور اجازت فرماتے پھر آپ آرام فرماتے یہ آخری ایام میں آرام فرماتے ورنہ جوانی میں تمام رات شب بیداری فرماتے

آرام اڑھائی بجے تک فرمانے کیبعد پھر نیا وضو بنا کر تہجد کی نماز ادا فرماتے بعد میں تسبیح میں مشغول ہو جاتے اسی دوران آپ بستر چائے نوش فرماتے. جب صبح کی اذان ہو جاتی تو آپ مسجد شریف کی دیکھ بھال کیلئے تینوں منزل کا چکر لگاتے پھر نیچے اتر کر صبح کی سنتیں ادا فرماتے پھر جماعت خود کراتے

پہلے تو آپ ساری نمازیں خود پڑھاتے تھے جب صحت مبارک کمزور ہو گئی تو صبح کی اور ظہر کی جماعت خود کراتے عصر اور مغرب اور عشاء کی نماز پہلے بڑے بھائی محمد صدیق صاحب نور اللہ مرقدہ پڑھایا کرتے تھے پھر جب بھائی محمد صدیق صاحب مرحوم و مغفور جب ہو گئے اور چھ سال صاحب فراش رہنے کے بعد انتقال فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ راقم الحروف اور بھائی عبد الغفور صاحب باری باری نمازیں پڑھاتے رہے

پھر حضرت قبلہ بابا جی صاحب رضی اللہ عنہ نے بھائی حافظ عبد الغفور صاحب و بھائی فلمان الحق صاحب کو کنوئیں پر مقرر فرما دیا اور بھائی غلام حسن صاحب و بھائی عبد الحق صاحب کو مزار شریف پر مقرر فرما دیا. پھر راقم الحروف نمازیں پڑھاتا رہا

ایک دن بانگی لالہ صاحب مرحوم و مغفور بیمار ہو گئے

آپنے محسوس فرمایا کہ شاید باؤجی لالہ صاحب نے تہجد کی نماز نہیں پڑھی تو آپنے راقم الحروف کو مؤذن مقرر فرمادیا پھر بھائی عبدالحق صاحب نے نمازیں پڑھانی شروع کردیں

حضرت قبلہ باباجی صاحب رضی اللہ عنہ نے کسی کو خصوصی طور پر اپنا امام مقرر نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی کسی کو سجادہ نشین مقرر فرمایا اور نہ ہی کسی کو نمازِ جنازہ کیلئے وصیت فرمائی بلکہ آپنے سبکو اجازت فرمائی تھی ۔ اور فرمایا تھا کہ پیر نہ بننا بلکہ خادم بننا

اِس میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں فرمایا تھا۔ یعنی قبلہ باباجیصاحب رضی اللہ عنہ کوئی ایسی سنت نہیں جسپر آپ اتباع نہ فرماتے یعنی اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا کھانا پینا ہر ہر ادا میں سنت پر پابند رہتے

آپ جب صبح کی نماز پڑھاتے تو نماز کے بعد تین دعائیں فرماتے تھے اور کبھی کبھی دعا میں ناصحانہ گفتگو فرماتے تھے اور دردبھری گفتگو ہوتی کہ سخت سے سخت دل بھی تڑپنے لگ جاتا اور اکثر آپکا لُب لُباب وگفتگو مبارک دنیا کی بے ثباتی پر ہوتا اور دنیا میں قبر و قیامت اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے ہوتا۔ اور اکثر پنجابی کا شعر پڑھا کرتے تھے

دس دنیا تے گھر کیہڑا ئی ۔۔۔ اِیہہ اُجڑ گیاں دا ویڑا ئی

اور حضرت قبلہ بڑے باباجیصاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی طرف سے نقل فرماتے تھے۔ کہ قبلہ مبارک فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کے کاموں کیلئے کیا کیا مشقتیں اٹھاتے ہیں اور دین کے کام مشکل سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں آپ یہ شعر فرماتے تھے

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا کل کی خبر نہیں

آپکا گفتگو میں انسان کو دنیا کی بے ثباتی پر خبردار کرنا مقصود ہوتا۔ حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مرید جسکا نام محمد عالم تھا۔ اور کافی امیر تھا انکے والد صاحب فوج کو سبزی سپلائی کرتے تھے۔ صوفی محمد عالم صاحب پر سرکار کی صحبت کا بہت اثر تھا کہ بہت تہجد گزار اور پرہیز گار تھے کافی مدت دربارِ رحمت شریف نہ آئے ایک دن اچانک سبزی منڈی میں ملاقات ہو گئی۔ میں نے حال احوال پوچھنے کے بعد کہا

لالہ بہت عرصہ ہوا ہے دربار شریف نہیں آئے تو کہنے لگے کہ حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس کا انسان پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ دل دنیا سے بیزار ہو جاتا ہے اور ہم لوگ دنیادار ہوئے۔ آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ ئی
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

دریا کی گہرائی میں ٹکا کر پھر فرماتے ہو کہ دامن بھیگنے سے بچاتا اور ہوشیار رہنا۔ یعنی دنیا کے تعلقات

مال اور جائیداد بال بچے انسانی تعلقات کے دریا میں پھنسا کر
پھر فرماتے ہو کہ ان سے دل نہ لگانا

واقعی صحیح ہے ان سب تعلقات کے ہوتے ہوئے
بھی آپ نے کسی تعلقات کو دنیا کی مجبوری سے نہیں رکھا. چونکہ آپ
اپنی اولاد پر بہت سختی فرماتے تھے. آپ اکثر لالہ محمد صدیق صاحب
سے فرماتے تھے کہ تو نے میرے بھائی سے میری فریاد کی تھی کہ
والد صاحب ہمیں کچھ نہیں دیتے

ایک مرتبہ محترم بھائی محمد صدیق صاحب مرحوم
چچا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فریاد کرنے لگے کہ والد صاحب ہمیں کچھ نہیں مہربانی
فرماتے تو چچا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہارے قبلہ والد صاحب تو
خدا کے نام پر کپڑوں کا سودہ بھی کر کے مطمئن نہیں ہوتے پھر بھی
فرماتے ہیں کہ اگر جان کا سودہ ہو تب کہیں جا کر اطمینان
ہوتا ہے

آپ اپنی اولاد و دنیا سے بہت بے خبر تھے اسکی بہت
زیادہ مثالیں ہیں اگر رقم کی جائیں تو کتاب کا علیحدہ حصہ تشکیل پاتا
ہے مختصراً عرض ہے حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
اپنی اولاد کو دین پڑھانے کی خاطر باہر بھیجا.

ہم جب مسافری میں ہوتے تو آپ ہمیں خط
تک نہیں مہربانی فرماتے. اور پورا سال گزرنے سے پہلے
نہیں آ سکتے تھے. ایک مرتبہ مولانا لطف الرحمن صاحب
مولانا حبیب الرحمن صاحب مرحوم کے صاحبزادے ہمارے

ساتھ عبدالحکیم میں پڑھتے

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے اپنے برخوردار

کو خط لکھا کہ میرے پیارے بیٹے سلامت رہو میں

نے جب یہ خط پڑھا تو اس کلمہ کو سوچ کر سارا

دن روتا رہا کہ ہمیں تو والد صاحب خط تک نہیں

لکھتے اور انکے والد صاحب انہیں کتنے پیار بھرے

الفاظ سے یاد فرما رہے ہیں

ایک اور عجیب واقعہ عرض ہے کہ آپکو

طلباء سے بہت بڑا پیار و محبت تھی اگر کوئی طالب

علم گھر کی چھٹی لینا چاہتا۔ تو آپ بالکل چھٹی نہیں مہربانی

فرماتے۔ اکثر دو عیدوں کی چھٹی بھی بہت مشکل سے

مہربانی فرماتے۔ اور وہ بھی تین چار روز کی ہوتی۔ جب چھٹی

فرما دیتے۔ تو طلباء کی واپسی تک آپ بہت سخت

پریشان رہتے

اگر ویسے ہی کسی طلباء کو چھٹی ضرورت ہوتی تو بیماری

کے بہانے چھٹی مانگتے آپ سمجھ تو جاتے مگر چھٹی مہربانی فرما دیتے

حدیث شریف میں ہے اتقو فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور

اللہ: فرمایا کہ مومن کی نظر سے ڈرو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے تمہیں دیکھتا

ہے۔ ایک دفعہ بھائی عبدالغفور صاحب کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ آپ سے دم کرانے

کی خاطر حاضر ہوا آپنے محسوس فرمایا کہ طالب علم ہے چھٹی کی غرض سے

بہانہ کر رہا ہے۔ آپنے فرمایا کہ گھر جانا چاہتا ہے۔ تو اسنے عرض

کی حضور میں کنوئیں والے استاد صاحب کا بیٹا ہوں۔ پھر آپ نے دم فرمایا۔ آپ اندازہ لگائیں کہ آپ اپنے پوتے کو بھی نہیں پہچانتے تھے یعنی

دل دریں دنیائے دوں بستن خطا است

کا نقشہ آپکی زندگی مبارک تھی میرا خیال ہے آپ کبھی کبھار یہ شعر بھی پڑھا کرتے تھے آپ فرماتے تھے

آب در کشتی ہلاک کشتی است = آب در زیر کشتی پشتی است

پانی کشتی کے نیچے ہو تو کشتی کو تیراتا ہے اور جب پانی کشتی کے اندر چلا جائے تو کشتی کو ڈبو دیتا ہے۔ دنیا کا مال و اسباب دل سے باہر ہے تو دین کیلئے ممد ہے اور اگر دل میں پھنس جائے تو ہلاکت ایمان کا سبب ہے۔

آپ صبح کی نماز کے بعد ختم خواجگان پڑھتے ختم خواجگان کے بعد اگر اشراق کی نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ نماز اشراق پڑھتے۔ اگر اشراق کی نماز کا وقت نہ ہوتا تو آپ مراقبہ میں مشغول ہو جاتے۔ پھر نماز اشراق پڑھنے کے بعد طلباء میں آتے۔ آپ پہلے چار رکعت نفل ادا فرماتے۔ پھر طلباء میں بیٹھتے۔ اور ہمیشہ میٹھی کوئی نہ کوئی چیز ساتھ لاتے۔ اگر میٹھی چیز نہ ہوتی تو چینی ساتھ لاتے۔ پھر لالہ محمد شریف صاحب کو دیتے کہ سب پر تقسیم کر دو

اور دائیں سے کسی چیز کا لینا دینا کا نا بینا اسکا بہت ہی خیال فرماتے تھے۔ اور آپکا دستور مبارک تھا کہ دس پیسے بچوں کو دیتے تھے جو دم وغیرہ کیلئے آتے تھے۔ اگر بچہ بائیاں ہاتھ آگے کرتا تو آپ پیسے روک لیتے اور پکڑے رکھتے زبان مبارک سے نہ فرماتے کہ دائیں ہاتھ سے لو یہاں تک کہ بچہ خود دائیاں ہاتھ آگے کرتا تب آپ پیسے مہربانی فرماتے

اندازہ لگائیں کہ کیسی حکیمانہ تعلیم ہے۔ اگر زبان مبارک سے فرماتے

توجہ کے دماغ میں اتنی اہمیت نہ پڑتی مگر سوچ کے بعد جب بچہ خود دائیاں ہاتھ آگے کرتا تو دیتے۔

ایک دفعہ لالہ محمد شریف صاحب بچوں پر تقسیم کر رہے تھے ایک بچہ کو دیکھ دوسرے بچے کو دینے کے خیال میں ہوئے تو پہلے بچے بائیں ہاتھ سے منہ میں ڈال لی اچانک آپکی نگاہ مبارک پڑ گئی تو آپنے لالہ محمد شریف صاحب کو کان پکڑ وا کر فرمایا کہ تو نے بچے کو کیوں بائیں ہاتھ میں دیا۔

دائیں ہاتھ سے کھانے کی آپ بہت زیادہ پابندی فرماتے تھے۔

نفل مبارک سے فارغ ہو کر ایک سپارہ صاحبزادگان میں سے سنتے یعنی ہر ایک صاحبزادہ صاحب کا ایک ختم المبارک سپارہ سپارہ سنتے اسکے بعد سویاں اور چائے ناشتہ مہمان حضرات و طلباء کیلئے آتیں پھر آپ دعاء فرماتے۔ پھر طلباء و مہمان حضرات ناشتہ کرتے۔

آپ صبح کا ناشتہ نہیں فرماتے: یعنی اپنے دستور کے مطابق جو دائم کھانا کھاتے تھے اسکے بغیر آپ کچھ نہیں کھاتے تھے۔ مہمانوں کیلئے بہت عمدہ عمدہ کھانے تیار ہوتے تھے۔ مگر آپ ذہی روٹی کا چوتھا یا تیسرا حصہ جو دائمی دستور تھا وہ ہی کھاتے۔ جب طلباء ناشتہ کر لیتے پھر آپ دعاء فرماتے اللّٰھمّ اغفر لِصَاحِبِ ھٰذَا الطَّعَامِ وَلِآکِلِیْھَا وَلِمُوْکِلِیْھَا وَلِمَنْ سَعٰی اِلٰی آخرہ

اپنی زبان میں دعاء فرماتے۔ اے اللہ طعام والے کو بخش۔ کھانے والے کھلانے والے پکانے والے سب کو بخش۔ اس کے بعد مہمانوں سے بات چیت فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو بہت بڑا رعب بخشا تھا۔

اولیاء اللہ ربّ العٰلمین کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے

حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شان جلالی کا پورا پورا مظہر بنایا تھا۔
حالانکہ مہمانوں کے ساتھ بہت شفقت فرماتے تھے مگر کسی کو یہ جرأت نہ ہوتی کہ اپنے دلکی بات تبلا سکے۔ مگر حضرت صاحب گفتگو کرتے کرتے آپ ہر ایک کے دلکی تسلی فرما دیتے۔ آپ اتقوا فراستہ المومن فانہ ینظر بنور اللہ
اتقوا فراستہ المومن فانہ ینظر بنور اللہ
کی آپ پوری تفسیر تھے اور آپکی گفتگو کا لب لباب دین کی تابعداری اور سنت کی پیروی اس پر آپکی کلام مبارک پر زور ہوتا۔ مہمانوں کے رخصت ہونے کے بعد صاحبزادگان کو اکثر کتابوں کا درس مہربانی فرماتے تھے حدیث شریف یا ترجمہ قرآن حکیم یا فقہ کی کوئی کتاب کا سبق صاحبزادگان کو پڑھاتے آپ اکثر عجیب عجیب نقطے بیان فرماتے ہو کہ دلکی کتاب کے ہوتے ایک دفعہ حدیث شریف۔ بنی الاسلام علی خمس یعنی اسلام کے مکان کی تعمیر پانچ چیزوں پر ہے۔ تو فرمانے لگے محمود یہ ظاہری مکان تو چھ چیزوں سے بنتا ہے ایک زمین ور چار دیواریں اور ایک چھت۔ تو اسلام کا مکان اس کی پانچ بنیادیں ور چار دیواریں ایک چھت ہو گیا۔ تو زمین کونسی ہوگی اللہ تعالی کی مہربانی سے اور آپکی توجہ کی برکت سے (اللہ تعالی کچھ ایسی مہربانی فرماتے تھے کہ اکثر جو آپ معمہ مہربانی فرماتے تھے اسکا حل دل میں آجاتا) میں نے جواب میں عرض کیا کہ زمین دین کے مکان کیلئے انسان مکلف ہے تو بہت خوش ہوئے حتی کہ آپ کے نواجد مبارک یعنی نیچے کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے۔
آپ بالکل ہنستے نہ تھے اگر ہنسی آئے تو صرف تبسم فرماتے تھے جس طرح کہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف

تبسم فرمایا کرتے۔

پھر صاحبزادگان محترم کو سبق پڑھانے کے بعد آپ اکثر اپنا عمامہ مبارک یعنی پگڑی مبارک یا کہ قمیض مبارک یا کہ چادر مبارک۔

آپ نے اپنی عینک کے ڈبے میں ایک سوئی رکھی ہوئی ہوتی اور دھاگہ کا ٹکڑا اگر کہیں سے پڑا مل جائے تو ڈبے میں رکھ لیتے روئی کے چھوٹے ریزے اور دھاگہ کے ٹکڑے۔ غرضیکہ کوئی چیز کبھی بیکار نہیں ہونے دیتے تھے پھر آپ اپنی چادر مبارک یا قمیض مبارک یا پگڑی مبارک سیتے لگ جاتے اکثر قمیض مبارک اور چادر مبارک پھٹی ہوئی ہوتی۔

دو جوڑے کپڑوں کے ہوتے اور وہ بھی پرانے ہوتے۔ کھانا آپ وہی کھاتے جو پیچھے ذکر کر چکا ہوں۔ اکثر فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حساب سے بہت ڈر لگتا ہے تقریباً دس کے بعد چھٹی فرماتے۔

پھر جا کر گھنٹہ پونا گھنٹہ آرام فرماتے۔ پہلے تو نیچے ہی زمین پر گرمیوں میں چٹائی یعنی بچھوڑی و بسترانہ استعمال فرماتے۔ پھر آخر میں چارپائی پر آرام فرماتے۔ ساری زندگی اپنے لیے تارے میرے کے تیل سے جلنے والا دیا استعمال فرمایا۔ اور ہاتھ کا پنکھا استعمال فرماتے تھے بجلی کی ٹیوبیں اور پنکھے مہمانوں کیلئے ہوتے

پھر آپ گیارہ بجے اٹھ کر حسب معمول اپنے سابق اشغال میں مشغول ہو جاتے۔ یہ دستور تمام ساری زندگی رہا۔ چوبیس گھنٹوں میں تین چار گھنٹے آرام فرما۔ یہ بھی آخر میں۔ پہلے جوانی کی عمر میں تو کئی کئی راتیں عبادت میں گزر جاتیں۔ آپ عمر رسیدہ ہو گئے تھے ضعیف العمر ہونے کے باوجود رات دن رات میں وضو توڑنے کی ضرورت دو دفعہ محسوس ہوتی۔ ان دو

ٹائموں کے علاوہ آپکو وضو توڑنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

آپکو بواسیر۔ اور معدہ و جگر کی سخت تکلیف رہتی تھی۔ مگر آپ علاج وغیرہ کرانا آپ پسند نہیں فرماتے۔ اگر کوئی ایسا معالج و غیرا جسکی دل جوئی مقصود ہوتی تو اُسے منع نہ فرماتے

حدیث شریف میں ہے قیامت کے روز ستر ہزار انسان بغیر حساب وکتاب جنت میں جائیں گے اور پھر ہر انسان کے ساتھ ستر ہزار انسان بغیر حساب وکتاب جنت میں جائیں گے۔ وہ کون لوگ ہونگے۔

آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی تین عادتیں بیان فرمائیں فرمایا وہ دوائی نہیں کراتے اور دم تعویز نہیں کراتے اور نہ ہی وہ فال نکلواتے وہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرتے ہیں۔ یعنی اسباب پر انکی نظر نہیں ہوتی۔ وہ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ و توکل کرتے ہیں

آپکو یہ تین بہت سخت بیماریاں تھیں مگر بالکل علاج نہیں فرماتے تھے ایک دفعہ لانگری صاحب نے حضرت خواجہ غلام محمد صاحب اعلی اللہ مقامہ فی اعلیٰ علیین) پیر صاحب سواگ کروڑ شریف آپکی خدمت میں عرض کی کہ حضرت باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو سخت تین مرض ہیں مگر آپ دوائی نہیں لیتے اور نہ ہی طاقت وغیرہ کی کوئی دوائی لیتے ہیں

حضرت قبلہ خواجہ غلام محمد صاحب سواگی رحمتہ اللہ علیہ نے حکیم غلام نبی صاحب مرحوم مغفور، یا حکیم غلام رسول صاحب کو حکم فرمایا کہ تغییر کیلئے دوائی تجویز کریں

حکیم صاحب نے آپ کے لیے گنڈھیریاں اور شربت آملہ اور الو بخارا اور بواسیر کیلئے مرہم تجویز کی۔ اب آپ تابعداری

پر غور فرمائیں کہ سخت سردیوں میں اور پھر بڑھاپے کے عالم میں آپ شام کیوقت گنڈیریاں اور شربت مہربانی فرماتے تھے۔ مگر وضو پھر بھی معمولات پر ٹوٹتا

حالانکہ بڑھاپے کے عالم میں وضو توڑنے کی تکلیف بڑھ جاتی ہے اور ریح یعنی ہوا بھی ہو جاتی ہے۔ اور پھر انسان ٹھنڈے شربت پیئے اور گنڈیری چوسے اور پیشاب کی ضرورت نہ محسوس ہو۔ تو پھر آپکی روحانی طاقت کا اندازہ لگائیں۔

صوفیوں کا مقولہ ہے ارواحنا اجسادنا اجسادنا ارواحنا۔ یعنی رب العلمین ہمارے جسموں کو وہ طاقت بخشتا ہے جو روحوں میں ہوتی ہے۔ اور روحوں کو جسموں والے حالات کی طاقت بخش دیتا ہے۔

اور آپ یہ جو شربت اور گنڈیری کھاتے تھے یہ بھی مرشد کے فرمان کو پورا کرنے کی غرض سے کھاتے تھے۔ یہ شربت اور مرہم رقم الحروف کو بنانے کا شرف حاصل تھا۔

ایک دفعہ مرہم ختم ہو گئی اور اس کے متبادل مرہم دی تو فرمایا کہ جو مرہم میں استعمال کرتا ہوں وہ کیوں نہیں لائی تو مجھے سمجھ آ گئی کہ آپ دوائی کو نقطہ مرشد کا حکم پورا کرنے کی نیت پر استعمال فرما رہے ہیں۔ یہ وضو والی بات گویا کہ آپکی کرامت دائمہ ہوئی آپ غور فرمائیں کہ یہ کرامت نہیں تو کیا ہے بلکہ کرامت سے بھی اونچا مقام ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا بلکہ تمام صوفیا کا مقولہ مشہور ہے: الاستقامتہ فوق الکرامتہ۔ یعنی دین پر مضبوطی سے قائم رہنا

کرامات سے اونچا ہے۔ استقامت سے کرامت حاصل ہوتی ہے

محترم بھائی الحاج محمد سعید صاحب کے صاحبزادہ حافظ سعید احمد صاحب نے بیان کیا ہے کہ بھیرہ شریف میں ایک دن استاد صاحب نے طلباء سے فرمایا کہ ولی کی تعریف دو جملوں میں ایسی بیان کریں کہ ولی کا پورا بیان اس میں سمجھ آجائے۔ تو سب طلباء اپنی اپنی سمجھ کے مطابق بیان کرتے رہے۔ مگر حضرت استاد صاحب نے بیان فرمایا کہ ولی وہ ہوتا ہے جو مستحبات کی اتنی پابندی کرے جتنا کہ عام لوگوں کو فرائض کی پابندی کا حکم ہے۔ اور ولی کی یہ تعریف انہوں نے اپنی طرف سے نہیں بیان فرمائی بلکہ اسکے ضمن میں حدیث قدسی ہے جو کہ مشکوٰۃ شریف میں بخاری شریف کے حوالہ سے باب ذکر اللہ تعالیٰ والتقرب الیہ میں ذکر کی گئی حدیث قدسی ہے جسکا خلاصہ اور نچوڑ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے ولی سے دشمنی کرتا ہے میں اسکو اعلان جنگ کرتا ہوں۔ اور ولی اللہ بننا کیسے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے سے ولی اللہ ہو جاتا ہے۔ اور ولی اللہ فرائض کی پابندی اور نوافل کی کثرت سے۔ یعنی مستحبات کی پابندی سے۔ پھر جب نوافل کی پابندی اس حد تک کرتا ہے کہ میں اسکو اپنا محبوب بنالیتا ہوں۔ پھر میں اسکے کان بن جاتا ہوں مجھ سے وہ سنتا ہے میں اسکی آنکھیں بن جاتا ہوں مجھ سے وہ دیکھتا ہے اور میں اسکے ہاتھ بن جاتا ہوں اُن سے وہ پکڑتا ہے اور اُسکے

پاؤں بن جاتا ہوں: اُن سے وہ چلتا ہے مزید حدیث ہے
اِس حدیث سے ولی بن نے کا طریقہ بھی معلوم ہوا کہ ولی
کیسے بن تا ہے اور ولی کی طاقت بھی معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ
کی طاقت کا مظہر بن جاتا ہے۔

ہاتھ اسکے ہوتے ہیں مارنے والا میں ہوتا ہوں۔ جو دستور
العمل حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا روزمرہ کے معمولات کا
لکھا ہے۔ آپ غور فرمائیں کہ آپ مستحبات کی کتنی سخت پابندی
فرماتے تھے۔ اور انکی پابندی کے جو ثمرات آپ مطالعہ کر چکے
ہیں۔ ہم نے آپکو ایک دن بھی یہ معمولات ترک کرتے ہوئے
نہیں دیکھا۔ نہ غمی میں اور نہ ہی خوشی میں نہ بیماری میں۔

جس دن بڑے بھائی حافظ محمد صدیق صاحب رضی اللہ عنہ کا
انتقال ہوا تھا آپنے اُس دن بھی معمولات ترک نہ فرمائے
اور معمول کے مطابق دس بجے تک طلباء میں رہے اور
صاحبزادگان اس دن سبق پڑھنے نہیں بیٹھے تو آپنے صاحبزادگان
پر سخت نارافگی فرمائی اور فرمایا کہ تمکو زیادہ درد تھا کہ سبق
چھوڑ دیا ہے۔

آپ اکثر صوفیا کا یہ مقولہ نقل فرماتے تھے: مَنِ اسْتَوٰى يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ۔ یعنی جسکی کمائی
دونوں دن کی برابر ہو وہ خسارے میں ہے یعنی کل جس نے
نفلی عبادت جتنی کی تھی اگر آج بھی اتنی ہی ہے تو وہ خسارے
میں ہے۔ کل سے آج زیادہ کمائی ہونی چاہیے۔ جسکا یہ

نظریہ ہو کہ ہر آنے والا دن گزرے ہوئے دن سے زیادہ ہو تو پھر وہ ترقی کی طرف کوشش کرتا ہے نہ کہ روزمرہ کے معمول کو چھوڑتا ہے۔ دنیادار لوگوں کا بھی یہی دستور ہوتا ہے کہ دکان کی کمائی پہلے دن سے زیادہ نہ ہو تو خوش نہیں ہوتے۔ اس طرح دیندار کا بھی یہی عالم ہے

حدیث شریف میں ہے المنہومان لا یشبعان۔ یعنی دو حریص نہیں سیر ہوتے نہ حریص دنیا کا اور نہ حریص دین کا۔

حضرت قبلہ باباجی صاحب (رح) دین کے حریصوں میں سے تھے۔ انسان کے دل میں ضرور خیال جنم لیتا ہے کہ انسان اتنی بڑی پابندی کیسے کر سکتا ہے۔ اتنی پابندی تو انسان صحت میں بھی اور حضر میں بھی نہیں کر سکتا پھر بیماری اور سفر میں میں اتنی پابندی کیسے ممکن ہے

راقم الحروف کو لقوہ کی بیماری ہوگئی تھی اکثر احباب نے کہا کہ اندر ہی رہنا چاہیے۔ اگر ہوا لگتی رہی تو سخت مضرات ہو گی میں نے اس خوف سے طلباء میں بیٹھنا ترک کر دیا۔ تو آپ نے مجھے حکم بھیجا کہ طلباء میں بیٹھے۔ جب آپ طلباء میں تشریف لائے تو میں حاضر تھا۔

آپ نے فرمایا کہ موت کے آگے ہاتھ رکھ سکتا ہے یا کہ موت سے بچ سکتا ہے۔ پھر یہ شعر ارشاد فرمایا:

سر شکستہ نیست ایں سر را مبند = در دو روزے جہد کن باقی بخند

یعنی یہ سر ٹوٹا ہوا نہیں اسکو باندھ کر بیٹھو نہ جائیں دو دن

محنت کریں پھر ابدی زندگی ہنستے رہے۔ چند روزہ زندگی کو
بیکار مت گزاریں اور نفس کے بہانوں میں مت گرفتار ہوں
کہ یہ جگہ درد کرتی ہے وہ جگہ درد کرتی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ
کی رضا کے کاموں میں اس زندگی دنیوی میں کوشش کریں
پھر آخری زندگی جو کہ ابدی زندگی ہے اس میں خوشیاں منائیں
آپ اکثر بیمار رہتے تھے۔ صوفیا کا مقولہ ہے

علامۃ المتقین قلتہ علتہ زلتہ

فرماتے ہیں پرہیز گار لوگ اکثر بیماری میں مبتلا رہتے ہیں
آپ اکثر بیمار ہی رہتے تھے۔ ہم نے جب سے ہوش سنبھالی
ہے آپکو عصر کی نماز کے بعد تو بیمار ہی پایا۔ آپکے پاؤں مبارک
پر اکثر سوجن ہوتی تھی۔ اور عصر کی نماز کے بعد آنکھیں مبارک
سرخ ہوتیں اور چہرہ کا رنگ مبارک متغیر ہو جاتا تھا۔ جگر کی سخت
بیماری تھی اور بواسیر کی اتنی سخت تکلیف تھی کہ کم ہی ایسا وقت
ہوتا کہ خون نہ آتا ہو مگر آپ اپنے معمولات مبارکہ میں بالکل
فرق نہ آنے دیتے طلباء میں باقاعدہ بیٹھے اگر کوئی سخت بیماری
ہوئی مثلاً بڑا بخار یعنی ٹائیفیڈ تو دو تین دن چھٹی کرتے یعنی صرف
طلباء میں نہ بیٹھتے باقی اپنے معمولات تہجد۔ اشراق وظائف وغیرہ کا
ترک بالکل نہ ہونے دیتے

محترم بھائی محمد صدیق صاحب مرحوم مغفور نور اللہ مرقدہ ، قریباً سب
صاحبزادگان کے استاد بھی تھے اور کافی مدت طلباء کو پڑھایا
عالم حافظ تھے۔ چھ سال بیمار رہے مگر حضرت باباجی صاحب رح

نے رضاء مولا از ہمہ اُولی کا مظاہرہ فرمایا۔ یعنی علاج معالجہ تو نہیں کراتے تھے کیونکہ آپ اپنا اور اولاد کا علاج وغیرہ نہیں کراتے تھے

جس دن حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اس دن بھی لوگ آپکے ابتدا زمانہ کے واقعات بیان کرتے رہے کہ مسجد شریف میں کنوئیں تھی جس سے سب اہل محلہ پانی بھرتے تھے اور اِس پر ایک ڈول تھا جو ایک بڑی لکڑی کے ساتھ باندھا ہوا تھا اور پانی لینے کیلئے عورتیں آتی تھیں اور انکے ساتھ بچے بھی اکثر آجاتے تھے

حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ اِس کنوئیں کے پانی سے وضو نہیں فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے کہ عورتیں پرہیز نہیں کرتیں ہیں آپکے لیے پانی ایک ندی سے آتا تھا۔ وہ ندی گاؤں کے ساتھ بہتی ہے۔ اُس سے آپ وضو فرماتے اور اسی سے آپکے کپڑے مبارک بھی دھوئے جاتے۔ اس پانی سے تین دفعہ اسکو شرطیں دی جاتیں۔ یعنی ایک دفعہ پانی ڈال کر نچوڑا جاتا پھر دوسری بار ایسے ہی کیا جاتا پھر تیسری مرتبہ ایسا ہی کیا جاتا

آپکے خلیفہ حافظ عبدالغفور صاحب (پشاوری) اپنے طالبعلمی کے زمانے کی بات کرتے ہیں کہ ہم نے باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن شریف پڑھا ہے۔ آپ رات گیارہ بجے تک طلباء کو پڑھاتے جب چھٹی ہوتی سب طلباء سو جاتے آپ اٹھ کر مسجد شریف میں صفائی کرتے اور مسجد شریف کی نالیوں کو صاف

کرتے۔ پھر پانی نکال کر طلباء کیلئے کوزے بھرتے قریباً چالیس پچاس کوزے پانی کے بھرتے۔

پھر تین ساڑھے تین بجے طلباء کو جگاتے تو طلباء نماز تہجد پڑھکر اپنے سبق پر بیٹھ جاتے۔ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ آپ جس وقت قرآن حکیم حفظ کرنے کیلئے شکر درہ تشریف گئے تو اس وقت چھچھ میں حافظ ہونا۔ سحرا میں چشمے کا نکل آنا ہو۔ جب آپ نے درس قرآن مجید شروع کیا تو پھر چھچھ کیلئے کہاوت مشہور ہوئی کہ پتھر الٹو تو نیچے سے حافظ نکلے گا

اور طلباء کی ایسی تربیت فرماتے اور نفل و نوافل اور مسجد شریف کا ایسا خادم بنا دیتے کہ اسے کسی اور مشغلے میں لذت ہی نہ آتی

ایک دفعہ دو طلباء ایک حافظ عبدالقیوم صاحب جو کہ اب کراچی میں مسجد حنفیہ میوہ شاہ روڈ میں خطیب ہیں اور لانگری صاحب کے بھائی ہیں۔ اور دوسرے حافظ محبوب الٰہی صاحب مرحوم جو کہ افضل مسجد کاغذی بازار میں خطیب رہے

دونوں حفاظ دریا شریف سے کوہاٹ بلی ٹنگ نامی گاؤں میں کتابیں پڑھنے کیلئے گئے۔ تو وہاں کے لوگوں نے انکے عادات دیکھے کہ مسجد شریف کی خدمت اور احترام اور عبادات میں مشغولیت دیکھ کر لوگ کہنے لگے کہ آسمانوں سے فرشتے اتر آئے ہیں۔ یا کہ کوئی انسان ہیں

آپ طلباء کو ایسی تربیت فرماتے کہ دیکھنے والا انہیں فرشتہ

کہنے پر مجبور ہو جاتا

ابتدا میں آپ کئی کئی دن روزے رکھتے اور شام کو روزہ کھولتے وقت مکی کے دانے بھنے ہوئے لانگری صاحب پیس کر بیچ میں گڑ ملا کر دیتے تو آپکا یہ رات کا کھانا ہوتا۔

آپ دانے چبانے پر بھی وقت کو ضائع نہ کرتے جیساکہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ مشہور ہے کہ روٹی بھگو دیتے جب نرم ہو جاتی تب آپ تناول فرماتے۔ تاکہ روٹی چبانے پر وقت کا ضیاع نہ ہو۔

اور کئی دن صرف کڑی ایک قسم کا سالن ہے یعنی لسی میں چنوں کا آٹا ڈال کر مزید نمک مرچ ڈال کر تیار کر لیتے ہیں اسے ہماری اصطلاح میں کڑی کہا جاتا ہے۔ کئی دن آپ روٹی کے بغیر صرف کڑی ہی پی لیتے۔

آپ نے فرمایا کہ بچپن کے زمانہ میں میری میرہ شریف حضرت احمد صاحب نیروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری ہوئی تو آپنے لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا تھا اور حضرت صاحب چھورنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا تھا۔ صاحبزادہ حافظ مقبول الرحمٰن صاحب جو کہ حضرت چھورنی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں انہوں نے راقم الحروف کے سامنے فرمایا تھا کہ میں نے ایک مستند شخص سے سنا ہے کہ جس وقت حضرت قبلہ باباجی صاحب دریوی رحمۃ اللہ علیہ سکندر پور میں جو کہ چھور شریف کے قریب ایک گاؤں ہے آپ وہاں پر

پڑھتے تھے۔

حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت صاحب چھور شریف کی خدمت میں آتے تو حضرت صاحب بڑی محبت بھری نگاہ سے دیکھتے۔ تو ایک دفعہ دربار شریف کے کسی معتمد شخص نے سوال کیا کہ حضرت آپ اس بچے کی طرف بڑی محبت بھری نگاہ شریف سے دیکھتے ہیں۔ آپکا تکیہ کلام تھا چنی آپ فرمانے لگے کہ چنی جس بات کی سمجھ نہ ہو تو اس میں بات نہیں کرنی چاہیے دو تین دفعہ ایسا واقعہ پیش آیا تو آپنے غصہ بھرے لہجہ میں فرمایا کہ اس بچے نے وقت کا قطب بننا ہے۔ اور اسکا فیض دور دور جہاں میں پھیلنا ہے

مثل مشہور ہے۔ ولی را ولی میشناسد۔ ولی کو ولی ہی جان سکتا ہے۔ پھر حضرت قبلہ باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کے متعلق تو اُن ہی لوگوں کو معلوم ہے جنہوں نے آپکو دیکھا ہے اور آپکا نام نامی دنیا کے کونے کونے پر مشہور ہے۔

اور آپکی شہرت کا یہ عالم ہے کہ سندھ سے دو تین دفعہ خط آیا جس پر صرف دراز شریف لکھا ہوا تھا۔ ضلع و تحصیل و ڈاکخانہ کوئی نہ تھا تو خط دریا شریف میں پہنچ آیا۔ جب کھول کر پڑھا تو سندھی زبان میں تھا

ایک دفعہ لالہ عبدالصبور صاحب جو کہ کیمبلپور ہسپتال کی مسجد شریف میں خطابت سرانجام دے رہے ہیں۔ جب انہوں نے پڑھا تو پتہ چلا کہ سندھ میں بھی دراز شریف کوئی مقام اور خط

لکھنے والے کا پیر خانہ ہے۔ وہ جب دراز اشرافی لکھتا ہے تو
خط دریا شرافی آجاتا ہے۔
آپکا نام مبارک جنگلوں اور شہروں میں بلکہ آسمانوں
پر بھی آپکا نام ہے۔ اور یہ مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ اس
مضمون پر حدیث شریف بھی ہے۔ کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کسی
بندہ سے محبت کرتے ہیں۔ تو جبرائیل علیہ السلام سے فرماتے
ہیں کہ زمینوں اور آسمانوں میں منادی کر دو کہ یہ بندہ
رب العٰلمین کا محبوب ہے اور اس منادی ہی کا اثر ہوتا ہے
کہ لوگ کھنچے چلے آتے ہیں۔ اس کے مطابق ایک واقعہ
عرض کرتا جاؤں
ایک دفعہ سردیوں کے موسم میں حضرت قبلہ باباجی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نیلگوں گرم چادر اوڑھ کر درس شریف میں بیٹھے ہوئے
تھے درس میں سب صاحبزادگان اور محترم لالہ محمد اشرف صاحب
بھی بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا محمد اشرف یہ چادر مجھ پر
کیسی لگتی ہے۔ تو لالہ محمد اشرف صاحب نے فرمایا کہ یہ
اچھی نہیں لگتی
تو آپ نے فرمایا۔ صدقے جاؤں والی خوش ہوئی یا۔ آپکا
کبھی کبھار کا یہ تکیہ کلام تھا)
آپ نے فرمایا کہ پیران پیر صاحب نے آسمانوں کی حکومت
بخشی ہے اور یہ آسمانوں کے ساتھ مطابقت ہے۔ اور فرمایا
کہ اگر تو مجھے نہ چھیڑتا تو میں نہ بولتا۔ میرے دل میں خیال آ

کہ خود پوچھا ہے اور فرماتے ہیں کہ اگر تو مجھے نہ چھیڑتا تو میں نہ کہتا تو دس بارہ سال بعد یہ عقدہ حل ہوا۔ کہ لالہ محمد اشرف صاحب نے فرمایا کہ جس دن آپ گرم چادر اوڑھے ہوئے درس میں آئے اس دن میں نے لالہ عبد الرزاق صاحب سے کہا تھا کہ یہ چادر حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اچھی نہیں لگتی تو گویا حضرت باباجی صاحب رح نے انکی بات کا جواب مہربانی فرمایا تھا۔

آپکی قوتِ سامعہ کا بھی اندازہ لگائیں کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِی یَسْمَعُ بِہٖ۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے تابعدار بندے کے کان بن جاتا ہوں ان سے وہ سنتا ہے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے کے کان اللہ تعالیٰ کی قوت سامعہ کے مظہر بن جاتے ہیں اس ہی صاحبزادہ حافظ مقبول الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ میرے دل میں ایک دفعہ خیال آیا کہ حضرت باباجی صاحب فرماتے تھے کہ ابتدا میں شفقت کا معاملہ میرے ساتھ چھور شریف والے عزت صاحب نے فرمایا۔ اور آپ گولڑہ شریف جاتے ہیں اور چھور شریف میں کیوں نہیں آتے

تو ایک دفعہ روضہ شریف کے ساتھ مسجد شریف میں بیٹھا ہوا تھا نیم بیداری کی حالت میں مجھے یہ محسوس ہوا کہ حضرت باباجی صاحب روضہ شریف میں تشریف لائے ہیں۔ جب میں روضہ شریف میں آیا تو مجھے ایسے معلوم ہوا کہ آپ واقعی آئے ہوئے ہیں اور کہنے لگے کہ میں نے حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی آنکھوں سے بھی دیدار کیا ہے تو معلوم ہوا کہ روحانیت کے لحاظ سے انکا

آنا ہوتا ہے۔ پھر میرے دل سے یہ شبہ نکل گیا تو حضرت باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ حضرت پیران پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ) نے آسمانوں کی حکومت بخشی ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا = ابداً عَلٰی فَلَکِ الْعُلٰی لَاتَغْرُبُ

حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمتہ اللہ و تعالیٰ علیہ) ہمیشہ یہ آیتہ کریمیہ تلاوت فرمایا کرتے۔ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہ یہاں تک کہ تیری موت آجائے

آپ نے اپنی تمام زندگی مجاہدات و ریاضات شاقہ میں گزاری ہے۔ ابتدا میں جب مانکی شریف میں حضرت اول صاحب کے ساتھ مانکی شریف جاتے تھے تو پیدل خیرآباد تک جاتے اور پھر وہاں سے گاڑی پر نوشہرہ تک جاتے۔ پھر نوشہرہ سے مانکی شریف تک پیدل جاتے۔ یہ محنتیں اور مشقتیں صرف خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے راستے کو طے کرنے کیلئے مرشدِ کامل کی اتباع کیلئے کرتے

آپ ایک شعر پڑھا کرتے تھے جو مولنا روم صاحب علیہ رحمتہ کا ہے آپ فرماتے تھے

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر = بس پر آفات است و پر خوف و خطر

مولنا روم فرماتے ہیں کہ سلوک کا راستہ طے کرنا چاہتے ہو تو بے پیر اس سفر کو طے نہ کرنا۔ یہ خوف و خطر اور آفات سے پر ہے۔ غرضیکہ آپنے سلوک کے طے کرنے میں بڑی

صعوبتیں اور مشقتیں برداشت کیں۔ مثل مشہور ہے۔

فقیرا فقیری دور دی اُچی لمبی کھجور دی چڑھ گیا ئیں تے
میوہ بھرپور دی ڈھے پیاں تاں چکنا چور دی۔ اور آپ کبھی
کبھار یہ کہاوت فرمایا کرتے۔ یہ اجمالی اجمالی آپکی محنت کا نقشہ
لکھا گیا ہے کیوں کہ خود آپ اپنے حالات بیان فرمانے کے
قائل نہ تھے اور شہرت پسند نہ تھے

اس لیے جو مجھے اجمالی اجمالی معلوم تھے لکھ دیے جب مانکی
شریف والے حضرت ثانی الثانی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال پرملال ہوا
تو حضرت ثانی صاحب کے خلیفہ صاحب حضرت باباجی صاحب برہ زئی
شریف وہاں آپنے اپنا تعلق اور نسبت قائم کی بڑے خلوص و
محبت سے اس راستہ کو والہانہ انداز میں طے فرمانے لگے لیکن
انکی زندگی مبارک نے وفا نہ کیا

قلیل عرصہ کے بعد آپکا انتقال پرملال ہو گیا آپکو بڑی تشویش
اور پریشانی لائق ہوئی۔ کیونکہ آپکا نظریہ مبارک یہ تھا کہ حکیم ماہر
کے بغیر زندگی بسر کرنے والا۔ اکثر بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے
زمانے کی یہ مسموم ہوائیں انسان کو روحانی امراض کا مریض
کر دیتی ہیں۔ اور جو حکیم کے زیر نگرانی ہوتا ہے اس کی تشخیص ہر
وقت ہوتی رہتی ہے۔ اس

آپ اس پریشانی میں ہر وقت متحیر رہتے کہ اللہ تعالیٰ کرے
کوئی کامل حکیم مل جائے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ جس بچہ کی نشو
و نما بچپن ہی حکیم ماہر کی زیر نگرانی ہو تو وہ بچہ زمانے کا پہلوان

بن جاتا ہے اس طرح اگر بچپن ہی سے جس بچے کی تربیت کسی ولی کامل
کی زیر نگرانی ہو تو وہ بچہ بھی زمانے کا روحانی یکتائے زمانہ پہلوان
بن جاتا ہے اس کے مطابق ایک واقعہ عرض ہے جو کہ لالہ
محمد اشرف صاحب شمس آباد والے نے سنایا تھا وہ کہنے لگے کہ میں
نے تعلیم حاصل کی اور میں نیشنل پارٹی سے تعلق رکھتا تھا میرے
سکول کے استاد جنکا نام قاضی عبدالرب تھا۔ (قاضی عبدالرب
صاحب مرحوم و مغفور حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے
پیارے ماموں صاحب کے صاحبزادے تھے جو کہ حضرت قبلہ باباجی
صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کو بہت ہی پیارے لالہ محمد اشرف صاحب کہتے
ہیں کہ میں نے قاضی عبدالرب صاحب کو کہا کہ مجھے اختلاج قلب
کی بیماری ہے۔ میں نے بہت علاج کرایا مگر افاقہ نہیں ہوا
قاضی صاحب نے فرمایا کہ تو دریا شریف جا۔ میں دریا شریف
آیا، میں بچپن سے شوخ مزاج تھا جب حضرت قبلہ باباجی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آیا تو میں نے حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
سے عرض کی، کہ مسلمان کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ کسی مسلمان کا مرید
ہو
تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ برخوردار جب بچہ ماں کے پیٹ
سے باہر آتا ہے تو صحت مند ہوتا ہے۔ پھر جب اسکو دنیا کی
ہوا ئیں لگتی ہیں تو یہ قسم قسم کی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے
پھر اسے ماہر حکیم کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح بچہ
ماں کے پیٹ سے روحانی بیماریوں سے پاک آتا ہے

پھر اسکو قسم قسم کی روحانی بیماریاں لگ جاتیں ہیں
پھر اسے مرشد کامل کی تربیت سے بیماریوں سے صحت
حاصل ہوتی ہے
جب حضرت صاحب بیرہ زئی شریف والے انتقال فرما گئے
تو آپکو مرشد کامل کی زیر تربیت رہنے کیلئے بڑی پریشانی رہتی
تھی۔ مرشد کامل کی تلاش میں آپ ہر وقت پریشان رہتے
تھے
آپ نے اپنی خواب بیان فرمائی فرماتے ہیں کہ میں اس
پریشانی میں تھا کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک بہت
کامل بزرگ صورۃ آئے اور انہوں نے میرے گلے میں ریشمی
پٹہ ڈال دیا۔ جب خواب سے بیدار ہوئے تو سمجھے کہ اسے بیعت
کا پٹہ مراد ہے۔ تو دریا شریف کے ساتھ ایک گاؤں کالو کلاں
ہے اس میں ایک سید صاحب رہتے تھے جنکا اسم گرامی
غلام شاہ صاحب اور حضرت پیر غلام قاسم صاحب موہڑی رح
کے خلیفہ تھے اور بہت پرہیزگار تھے اور اکثر فقیروں کی خانقا
ہوں زیارتیں انہوں نے کی تھیں۔ انکو بلایا اور جو بزرگ حضرت
قبلہ باباجی صاحب کو خواب میں آئے تھے انکا نقشہ بتلایا تو وہ مراقب ہوکر
سوچنے لگے۔ مراقبہ کے بعد انہوں نے فرمایا کہ کندیاں لائن
پر اسٹیشن ہے جسکا نام کروڑ ہے وہاں پر یہ بزرگ رہتے ہیں
چونکہ حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ طالبعلمی کے زمانہ کے بعد
سوائے مانکی شریف کے آپ کہیں بھی نہ گئے تھے۔ اسلیے

حضرت شاہ صاحب کو ساتھ لیا اور چل پڑے۔ کرولڑ شریف کا اسٹیشن کچھ خاص مشہور نہ تھا اس لیے آپ نے کیمبلپور سے کندیاں کا ٹکٹ لیا اور آپ کندیاں گاڑی پر آپ سوار ہو گئے

جب کندیاں گاڑی پہنچی تو حضرت شاہ صاحب ٹکٹ کیلئے اسٹیشن ماسٹر کے پاس گئے۔ دیر ہو جانے کی وجہ سے گاڑی چل پڑی اور شاہ صاحب کندیاں ہی رہ گئے اور حضرت قبلہ باباجی صاحب گاڑی میں ہی تھے۔ آپکو بڑی ہی پریشانی لاحق ہوئی کیونکہ آپکو جو حضرت صاحب خواب میں آئے تھے انکا پتہ بھی نہ تھا اور ٹکٹ بھی نہ خرید سکے تھے

حضرت شاہ صاحب نے اسٹیشن ماسٹر سے کرولڑ اسٹیشن پر فون کرایا کہ اس قسم کا مہمان ہیں انکا ٹکٹ جس شخص کے پاس ہے وہ یہاں رہ گیا ہے جب حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسٹیشن پر پہنچے تو اسٹیشن ماسٹر کو خبر تھی جس وجہ سے آپکی یہ پریشانی ختم ہو گئی لیکن حضرت صاحب کو سوا گ شریف نہ معلوم ہونے کی وجہ سے آپکو پریشانی تھی

لانگری صاحب نے فرمایا کہ وہاں پر ایک بزرگ تھے جنہیں حضرت نے خواب میں فرمایا کہ مہمان آرہے ہیں جو کہ ناواقف ہیں انکو ساتھ لانا۔ جب انسے ملاقات ہو گئی تو وہ باباجی صاحب کے ساتھ دربار شریف پر حاضر ہوئے

اس وقت بڑے حضرت صاحب خواجہ غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ پنج شریف میں رہتے تھے اور پنج شریف کے راستے پر دریائے

سندھ کے نالے وغیرہ آتے ہیں و شوق کے ساتھ مجھے یاد آتا ہے کہ کسی صاحب سے میں نے یہ بھی سنا تھا کہ جس وقت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پچ شریف کے قریب پہنچے تو وضو توڑ آپ تازہ وضو بنانے کیلئے ٹھہر گئے۔ جب وہ شخص جنکے ساتھ حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ دربار شریف پر جا رہے تھے وہ حضرت صاحب کے پاس پہنچے تو حضرت نے فرمایا کہ تیرے ساتھ جو سفید لباس والے جو مہمان آرہے تھے وہ کہاں ہیں۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ وہ وضو کیلئے پیچھے رہ گئے ہیں

حضرت باباجی صاحب جب پہنچے تو خواب میں نقشہ دیکھا ہوا تھا آپ وہاں پر ہی بیعت ہو گئے۔ اور یہ بھی صادق لوگوں سے سنا ہے کہ حضرت صاحب کروڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے گل حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھجو شریف والے جو کہ حضرت صاحب کے بہت پیارے خلیفہ تھے انکی وفات ہو چکی تھی۔ اور انکی جدائی کا حضرت صاحب کو بہت بڑا صدمہ تھا جس وقت حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کروڑ شریف گئے تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مولوی گل حسن لیا ہے تو دوسرا گل حسن دے دیا ہے

لالہ قلندر صاحب فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کروڑ شریف جانے لگے تو ابتدا میں مجھے بھی آپکے ساتھ جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جب اسٹیشن کروڑ شریف پر اترے تو پچ شریف پر جانے لگے تو سندھ دریا طغیانی میں تھا پچ شریف۔ اسٹیشن سے قریباً ۸-۷ میل ہوگا۔ راستہ میں اکثر پانی ہی تھا۔ حضرت باباجی صاحب نے فرمایا

کہ راستے کا کوئی واقف آجائے تو اسکے ساتھ جائیں گے

میں نے عرض کی حضور چلتے رہیں کوئی حرج نہیں لالہ قلندر صاحب کہتے ہیں کہ آپ میرے اصرار پر چل پڑے اور میں نے اپنے اور سرکار کے جوتے مبارک ایک گٹھلی میں باندھے اور میں حضرت صاحب کے آگے آگے اور حضرت قبلہ باباجی صاحب (رح) میرے کاندھے پر اپنا مبارک ہاتھ رکھ کر آرہے ہیں۔ سب پانی ہی پانی ہے۔ میں راستہ بھول گیا۔ ایک جگہ پہ پہنچے کہ پانی اتنا گہرا تھا کہ پاؤں اکھڑ گئے۔ میں نے دل میں حضرت بڑے باباجی صاحب کا تصور کر کے میں نے عرض کی کہ میری زندگی تو اتنی کارآمد نہیں لیکن حضرت قبلہ باباجی صاحب کی زندگی مبارک تو لوگوں کی راہ نمائی کیلئے تو بہت ضروری ہے

اتنا خیال کر ہی رہا تھا کہ ہمارے پاؤں ایک ٹیلے پر لگ گئے (غائبانہ استمداد اور امداد کے واقعات علماء دیوبند کی کتابوں میں اکثر ملتے ہیں) اور یہ سفر پانی میں پانچ چھ گھنٹے جاری رہا

اندازہ لگائیں کہ اتنا لمبا سفر پانی میں اور ایسے نازک لوگوں سے جو ساری زندگی مسجد شریف میں ہی بیٹھے رہے یہ عشق حقیقی کی انتہا ہے کہ نہیں۔ آپ پہلے زمانہ میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار بہت پڑھا کرتے تھے

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما — اے طبیب جملہ علتہائے ما

اے دوائے نخوت و ناموس ما — اے تو افلاطون و جالینوس ما

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق — تا بگویم شرح درد اشتیاق

جسم خاک از عشق بر افلاک شد = کوہ در رقص آمد و چالاک شد
جملہ معشوق است و عاشق پردۂ = زندہ معشوق است و عاشق مردۂ
عاشقی گر زیں سر و گر زاں سر است = عاقبت ما را بداں سو رہبر است

ترجمہ =

اے عشق اچھے سودا ہمارے۔ اور اے ہماری سب بیماریوں کے حکیم اور اے ہماری تکبر اور نخوت کی بیماری کے علاج اور ہماری افلاطون و جالینوس پائندہ و تابندہ رہے۔ میں شوقِ دیدار کی شرح کیوں نہ بتلاؤں۔ میرا سینہ فراق کے درد سے پرزے پرزے ہو رہا ہے = یہ سارا جہاں معشوق ہے (کہ مظہر ہے معشوق) اور عاشق پردے میں ہے۔ معشوق زندہ ہے = اور عاشق مردہ ہے = یہ جسم خاکی عشق کیوجہ سے آسمانوں پر پہنچ گیا = پہاڑ وں کو عشق کیوجہ سے رقص آگیا اور چالاک ہو گئے

یعنی بے جان چیزوں میں عشق نے جان پیدا کر دی = عشق معشوق کی طرف سے پہلے پیدا ہو یا عاشق کی طرف سے۔ آخر منزل مقصود پر پہنچانے کیلئے رہبر ہے۔ اور آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے

اگر از جانب معشوق نباشد کوششے = کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد
معشوق کیطرف سے اگر کچھ کوشش نہ ہو۔ تو عاشق بیچارہ کیا کر سکتا ہے

ایک دفعہ حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ جب میں ابتدا میں جانے لگا۔ تو حضرت صاحب سواگی رحمتہ اللہ علیہ کا طریقہ مبارک تھا کہ مغرب کی نماز کیبعد آپ وظائف پڑھتے تھے اور کوئی

ایک خادم آپکو پنکھا جھولتا تھا۔ (وہاں پر قریباً ۲۵-۳۰ سال کے خادم موجود تھے) جب آپ وظائف سے فارغ ہوتے تو آپ کھانا تناول فرماتے۔ اور پنکھا جھولنے والا اٹھ جاتا۔ پھر آپ کھانا تناول فرماتے

ایک دفعہ میں حضرت صاحب (رحمتہ اللہ علیہ) کو پنکھا جھول رہا تھا جب کھانا آیا تو میں بھی حسب معمول اٹھ گیا اور باغ کی طرف چلا آیا۔ تو حضرت صاحب نے ایک پٹھان خادم تھا اُسے فرمایا کہ کیمبلپوری مولوی کو بلاؤ (حضرت خواجہ غلام حسن سواگی رحمتہ اللہ علیہ) حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو کیمبلپوری مولوی فرمایا کرتے تھے

خادم پٹھان صاحب آوازیں دینے لگا کیمبلپوری۔ حضرت صاحب بلاتے ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ میں رونے لگ گیا کہ میری وجہ سے حضرت کو انتظار کرنا پڑا۔ میں نے حضرت صاحب کو تکلیف دی ہے جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا تو حضرت صاحب نے فرمایا۔

مولویا بہت سلیم طبیعت آ۔ آپ اکثر مولانا روم (رح) کا شعر پڑھا کرتے تھے

چوں گرفتی پیر من تسلیم شو ہمچو موسےٰ زیر حکم خضر رو
صبر کن بر کار خضر اے بے نفاق تا نہ گوید خضر رو ھٰذا فراق

جب تم پیر بنا لو تو یاد رکھو ہمہ تن تسلیم بن جانا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کی طرح خضر علیہ السلام کے حکم کے ماتحت رہنا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا لَا اَعْصِیْ لَکَ اَمْرًا

اور خضر یعنی مرشد کامل کے کاموں پر صبر کرتا اور چپ رہنا ایسا نہ ہو کہ خضر کہدیں کہ جاؤ ہماری تمہاری جدائی ہے

بگذار بندۂ کمینم تا در صفت بندگاں نشینم

مجھ غلام کمینہ کو چھوڑو کہ غلاموں کی طرح قدموں مبارکوں میں بیٹھوں۔ اور یہ صوفیوں کا مقولہ بھی پڑھا کرتے

المرید فی ید المرشد کالمیت فی ید الغسال

یعنی مرید مرشد کے سامنے ایسے بے جان ہو جیسا کہ مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ یقلبہا کیف یشاء۔ غسال جیسے چاہتا ہے الٹتا پلٹتا ہے۔ ایسے ہی مرید بھی پیر کے سامنے ہو جیسا کہ مرشد کی مرضی ہو اسکے ساتھ سلوک کرے۔ مرید کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہونی چاہیے۔ اور فرمایا

مولویا چھیدے چھیدے آیا کر۔ تو باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور فرمائیں تو میں یہیں مکان بنالوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا نہیں تم وہیں اچھے ہو اور تمہاری ضرورت ہے۔ اور واقعی جس طرح چھچھ کی سرزمیں کیلئے حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) مناسب تھے اور جتنی چھچھ کی رشد و ہدایتہ میں حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے بے لوث خدمت کی ہے امید قوی ہے کہ ایسے دوسرا کوئی نہیں کر سکتا

ضلع ملتان میں عبدالحکیم ایک شہر ہے وہاں ایک بہت ہی ولی اللہ گزرے ہیں قریباً اڑھائی۔ تین صدیاں گزر گئی ہیں مگر دینی مدرسہ وہاں چلا آرہا ہے۔ یعنی علم دین کی خدمت کر رہا ہے۔ وہاں پر ہمارے استاد المکرم مولٰنا حافظ محمد امین صاحب قریباً بیس یا ئیس سال پڑھاتے رہے اور میں نے بھی وہاں

پر پانچ۔ چھ سال پڑھا ہے۔ وہاں کے صاحبزادگان میں سے چند صاحبزادگان آئے انہوں نے حضرت قبلہ باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے استغفار زہد و تقویٰ کے حالات دیکھے تو فرمانے لگے کہ اگر باباجی صاحب ہمارے علاقہ میں ہوں تو (اپنی زبان میں کہنے لگے کہ ایتھی چھری نال لوکاں کو ون تاں لوگ نہ ہلن) یعنی حضرت قبلہ باباجی صاحب کن چھری سے ذبح کریں تو لوگ گریز نہ کریں

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ استاد محترم مولٰنا محمد امین صاحب کے صاحبزادے محمد رفیق صاحب فوت ہوئے تو پندرہ۔ سولہ مہمان عبدالحکیم سے آئے۔ ان میں ایک پیر بھی تھے

استاد صاحب نے راقم کے ذمہ کیا کہ ان مہمان حضرات کو ساتھ پائندہ گاؤں لائے گا

میں نے چار پانچ ٹانگے کیے۔ حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) آپ بھی مزار شریف تک مہمان حضرات کو رخصت کرتے لیگئے زیارت شریف کرنے کے بعد مہمان جب رخصت ہونے لگے تو میری ٹانگہ پر جگہ نہیں رہی۔ حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ تیری جگہ نہیں رہی۔ میں نے عرض کی نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ کل بھی نہیں (آپ سائیکل کو کل فرمایا کرتے تھے) میں نے عرض کی کہ کل بھی نہیں

حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس موسے گاؤں کے چوہدریوں کا ایک نوکر کھڑا تھا اسنے کہا کہ میری سائیکل لے جاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کل تو تیرے مالکوں

کی ہے۔ اس نے عرض کی حضور مالک بھی تو آپکے غلام ہیں انکا مال بھی تو آپ ہی کا ہے
آپ نے فرمایا کہ نہیں بھائی صاحب اگر کوئی بھائی داڑھی دے تو اسے نوچنا نہیں چاہیے۔ بلکہ اُسے تیل لگانا چاہیے
ملتان والے مہمان حضرات حیران رہ گئے کہ یہ کیسے پیر ہیں کہ مریدوں کے مال کو دیکھتے بھی نہیں۔ آپ فارسی کا شعر مہربانی فرمایا کرتے تھے ۔ یار باش بار مباش۔ یعنی مشکل کا ساتھی بن کسی پر بوجھ نہ بن۔ دوسروں کا بھار اٹھا کسی پر اپنا بھار نہ ڈال دے
حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کے استغناء کے دو واقعے مطالعہ فرمائیے۔ آپ کے ایک شاگرد حافظ عبدالحی صاحب جو پرملی ملاں کے نام سے مشہور تھے۔ بہت خوش آواز وخوبصورت وپرہیزگار تھے انکی صرف ہمشیرہ اور ایک چچا تھا۔ مگر ایسے گم نام تھے کہ جب حافظ صاحب فوت ہوئے تب پتہ چلا کہ انکا چچا بھی ہے اور ہمشیرہ بھی ہے۔ حافظ صاحب کی کچھ رقم بنک میں تھی اور اس وقت کی تھوڑی رقم بھی آج کے کئی پیسوں پہ بھاری ہے۔ اور مزید انکی گاؤں میں کنوئیں کی زمین بھی تھی اور وہ کامرہ شریف میں صرف پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ انہیں خون کے پیچس لگے تو وہ دربار شریف آگئے۔ کچھ دن بیمار رہنے تو حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سے عرض کرنے لگا حضرت میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں اگر آپ پسند فرمائیں تو آپ نے فرمایا کیا کہنا چاہتے

ہیں۔ حافظ صاحب نے بینک کی کاپی پیش کی اور عرض کی حضور
میری کنوئیں کی جائیداد ہے آپ اپنے نام مہربانی فرمائیں
آپنے سختی فرماکر فرمایا کہ یہ وارثوں کا مال ہے اسنے
بہت ہی منت سماجت کی مگر حضرت قبلہ باباجی رحمتہ اللہ علیہ نے حافظ
صاحب کی اس بات کو پسند نہ فرمایا
حافظ صاحب وفات پا گئے آپنے انکا کفن دفن اور خیرات
کا اہتمام کیا اور مزار شریف کے باہر میدان میں انکی قبر بنوائی
اُنکے فوت ہونے کے بعد حافظ صاحب کے چچا اور ہمشیرہ صاحبہ
آئیں اور وہ بینک کے کاغذات آپنے انکے حوالے کر دیئے۔ بعد
میں انکے چچا صاحب بھی دربار شریف آنے لگ گئے جب انکی
وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنی خواہش کا اظہار کیا اور
حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ملنے کی بیقراری ظاہر کی اور
حضرت قبلہ بابا جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ) کے حضور اپنے بھانجوں کو بھیجا کہ
میری موت کا وقت قریب ہے میں آپکا دیدار کرنا چاہتا ہوں
آپ اسکی عیادت کیلئے گئے اُسنے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا
اور آپ سے عرض کرنے لگا حضور میں اپنی جائیداد آپکے نام کرنا
چاہتا ہوں کیونکہ میرے بھانجوں کے علاوہ میرا کوئی وارث نہیں
آپ انکار فرماکر واپس آگئے تو انکے بھانجے حیران رہ
گئے اور کہنے لگے کہ ایسی کوئی اور مثال کہیں مل سکتی ہے
اگر آپ سوچیں کہ یہ وارثوں کا مال تھا آپ کیسے لے سکتے ہیں
تو عرض ہے کہ حضرت باباجی صاحب از روئے شریعت لے سکتے تھے

اس لیے کہ میت کے سارے مال کے تیسرے حصہ میں تو وصیت چل سکتی ہے۔ دونوں جائیداد میں تیسرا حصہ تو شرعًا بالکل جائز تھا۔

یہ واقعہ بھی میرے سننے میں آیا ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص آیا اور سونے کی ڈلی نکالی اور کہنے لگا کہ میں سونا بناتا ہوں اور جنات اڑا کر لے جاتے ہیں۔ آپ کوئی وظیفہ مجھے دیں تاکہ جنات سونا نہ لے جاسکیں۔ میں آپکو سونا بنانے کا طریقہ بتا دُوں گا۔ آپ سخت جلال میں آ گئے اور فرمانے لگے کہ تو میرا ایمان لوٹنے کیلئے آیا ہے۔ جا مجھ سے دفع ہو جا۔ پھر آپنے اسے بھگا دیا

حضرت باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ، بڑے حضرت خواجہ غلام حسن سواگی رحمتہ اللہ علیہ) کی زندگی مبارکہ میں ڈیڑھ دو سال گئے ہوں گے۔ ڈیڑھ دو سال کے بعد جب خواجہ غلام حسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ) نے وصال فرمایا۔ تو خلافت۔ جانشینی اپنے پوتے غلام محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ) کو عنایت فرمائی۔ کیونکہ آپکے بیٹے خواجہ فقیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ) آپکی زندگی مبارکہ ہی میں انتقال فرما گئے تھے پھر حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ) نے حضرت خواجہ غلام محمد صاحب (رح) کے دستِ حق پرست پر تجدید بیعت۔ فرمائی۔ علم سلوک بڑے والہانہ انداز پر طے فرمانے لگے

جب خواجہ غلام محمد صاحب نے انتقال فرمایا تو آپکی مزار پرانوار تھل میں بنی۔ کیونکہ کچھ شریف میں سندھ کے پانی کی وجہ سے قبروں کا محفوظ رہنا مشکل تھا۔ تھل میں آپکی کافی جائیداد

ہے۔ آپکی مزارِ پر انوار وہاں بنائی گئی۔ کروڑ شریف کے اسٹیشن کے دائیں جانب چھ۔ سات میل کے فاصلہ پر خانقاہ شریف ہے اور اسٹیشن کے بائیں جانب آٹھ دس میل پر رکھ شریف ہے یعنی خانقاہ شریف اور رکھ شریف کے درمیان پندرہ سولہ میل کا فاصلہ ہے اور اسٹیشن سے خانقاہ کی طرف جتنا راستہ ہے سب لق دق یعنی جنگل بیابان تھا۔ کہیں دور تک پانی نظر نہیں آتا تھا۔ بس ریت ہی ریت تھی اور ریت بھی سرخ دھوپ کیوجہ سے بس صرف ایک نلکہ تھا آپ جس پر پہنچ کر تھوڑا آرام فرماتے تھے یعنی تھوڑی دیر کیلئے رکتے

یہ راستہ آپ ننگے پاؤں طے فرماتے۔ آپ کے پاؤں مبارک اتنے نرم اور نازک تھے کہ روئی کی گوٹری سے بھی نرم تھے۔ ان ننگے پاؤں آپ یہ راستہ طے فرماتے آپ اندازہ فرمائیں کہ ہاڑ ساون دھوپ اور نرم و نازک پاؤں اور خاردار راستے اور عاشقِ حقیقی اپنے مرشد کی زیارت کیلئے بے تابانہ راستے طے فرما رہا ہے۔

آپ کیمبلپور سے رات گیارہ بجے باوضو گاڑی پر سوار ہوتے۔ سارا راستہ بیٹھے ہوئے طے فرماتے دن کے دو بجے گاڑی کروڑ شریف اسٹیشن پر پہنچتی۔ آپ پھر نمازِ ظہر ادا فرماتے۔ لانگری صاحب فرماتے ہیں کہ نمازِ ظہر ادا کرنے کے بعد دربار شریف کی طرف چل پڑتے لانگری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ چلتے تھے اور میں دوڑتا تھا۔ مگر حضرت صاحب کو نہیں پہنچ

سکتا تھا جب میں بہت پیچھے رہ جاتا تو آپ رک کر میرا انتظار فرماتے
آپ بہت تیز چلتے مگر آپکے پاؤں مبارک آواز تک نہیں
آتی جسطرح حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق حدیث ہے کہ
آپ م تیز چلتے تھے مگر آپکے پاؤں مبارک کا آواز نہیں ہوتا
جیسے کہ اترائی کی طرف پانی تیزی سے بہتا ہے مگر آواز
نہیں ہوتی

حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ) ہر عادت میں
تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ رَسُوْلِ اللّٰہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مصداق
بننے کی کوشش فرماتے۔ سخاوت شجاعت انکساری۔ گفتار کردار میں
بقدرِ طاقتِ بشریہ بننے کی کوشش فرماتے

اِس عاشقانہ راستے کو آپ عاشقانہ انداز میں طے
فرماتے راستے کی گرمی اور کانٹوں کی پرواہ نہ فرماتے اکثر
شعر مثنوی شریف کے پڑھتے

یک شبے مجنوں بخلوتگاہ راز : گفت یا پروردگار اے بے نیاز
تو چرا نامم بمجنوں کردہ = عشق لیلیٰ در دلم چوں کردہ
کردۂ خار مغیلاں بالشم : میرسد شبہا بگردوں نالشم

حضرت خواجہ غلام محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ) جب سفر پر
جاتے رنکھن یا سرہند شریف تو حضرت باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ)
کو بھی ساتھ لے جاتے ایک دفع کا ذکر لالہ محمد ایوب صاحب کرتے ہیں
لالہ محمد ایوب صاحب حضرت صاحب کے محافظ دستہ کے رکن اعلیٰ
تھے کیونکہ حضرت صاحب کے علاقہ کے شیعہ آپکے سخت مخالف

تھے اس لیے معتقدین حضرات آپکو اکیلا نہیں رہنے دیتے تھے۔
لالہ محمد ایوب صاحب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ
باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایک دفعہ سرہند شریف کے عرس شریف
پر گئے۔ وہاں پر آپکو تیرہ ۱۳ دن وضو توڑنے کی ضرورت
نہ پڑی۔ نہ ہی آپ نے نیند فرمائی اور نہ ہی آپکو پیشاب کی
ضرورت پیش آئی۔ یہ بات ہمکو محال نظر آتی ہے۔ مگر جو لوگ اپنے
نفس کی صفائی کی کوشش کرتے ہیں۔ تو رب العلمین کی مہربانی سے
اتنی صفائی حاصل ہو جاتی ہے۔ کہ انکے جسموں میں روحوں والے
صفات پیدا ہو جاتے ہیں۔

جسطرح روح کو سونے کی کھانے کی وضو توڑنے کی
ضرورت نہیں ہوتی اسی طرح انکے جسموں کو پھر کئی کئی دن
وضو توڑنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ صوفیوں کا مقولہ ہے جسکو
علماء دیوبند کے محقق علماء بھی تسلیم کرتے ہیں مقولہ ہے

اَجْسَادُنَا اَرْوَاحُنَا اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا

فرماتے ہیں ہمارے جسم ہمارے روح ہیں اور روح ہمارے
جسم ہیں۔ جو روح کے صفات ہیں وہی جسم سے نمودار ہونے
لگ جاتے ہیں

جیسے روح کو کھانے پینے سونے کی ضرورت نہیں
ہوتی۔ ایسے ہی ہمارے جسموں کو کھانے پینے کی سونے
کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور ہمارے روح ہمارے جسم
ہیں۔ یعنی جس طرح ظاہری لوگوں کے چلتے پھرتے امداد

کرتے ہیں اِسی طرح ہمارے روح لوگوں کی مدد کرتے ہیں
حالانکہ اولیاء اللہ جسم کے اعتبار سے اپنی جگہ پہ ہوتے ہیں
جیساکہ جبرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اَیَّدْنَاہُ بِرُوحِ
الْقُدُسْ ۔ فرمایا۔ اور مائی مریم علیہا السلام کے سامنے
فرشتہ کو انسانی شکل میں ظاہر فرمایا

حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے اس واقعہ کو
بڑے لالہ جی صاحبؒ نے بھی بیان فرمایا تھا۔ کہ ایک مرتبہ حضرت
قبلہ باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ سرہند شریف سے واپس تشریف لائے
پاؤں مبارک سے موزے اتارے تو پاؤں مبارک کی انگلیاں
گلی تھیں۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ موزے اتارنے کی ضرورت نہ
پڑی۔ از روئے مسئلہ اگر موزے پہننے کے بعد ایک دفعہ
بھی وضو توڑے تو مسافر ہونے کی وجہ سے تیسرے دن
موزے ضرور اتارنے پڑتے ہیں۔ مگر آپکو موزے پہننے
کے بعد ایک مرتبہ بھی وضو توڑنے کی ضرورت نہ پڑی تو
اس لیے موزے نہ اتارے گئے

موجودہ زمانے میں ایسے مرشد کیلئے سوچا جا سکتا
ہے۔ لالہ محمد ایوب صاحب کندیاں والے (بقیہ حیواۃ ہیں)
آپ آخری ایام میں عربی کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے

طَرَقْتُ الْبَابَ حَتّٰی کَلَّ مَتْنِیْ = فَلَمَّا کَلَّ مَتْنِیْ کَلَّمَتْنِیْ

میں محبوب کا دروازہ کھٹ کھٹا رہا یہاں تک کہ
میری کمر تھک گئی۔ جب دروازہ کھٹکھٹاتے میری کمر

تھگی تو میرے محبوب نے میرے ساتھ کلام شروع کر دی۔
اس وقت تو ہم یہ سمجھتے تھے کہ طرداً للباب یہ شعر پڑھ رہے
ہیں۔ مگر بعد میں سمجھ آئی کہ آپ اپنی کامیابی اور اپنے محبوب
حقیقی کی مہربانی خاص کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔ اور یہ شعر
بھی آپ آخر ایام میں پڑھتے تھے۔

غنیمت جان لو رَل مل بیٹھنے کو : جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی

آپ فرماتے تھے کہ سرہند شریف کے عرس شریف
پر زیادہ تر قرآن خوانی ہوتی تھی۔ چونکہ نقشبندیہ سلسلے کا مرکز
اعظم ہے۔ سرہند شریف کے عرس مبارک پر بڑے بڑے قاری
آتے تھے اور اکثر چھوٹے بچے جو قرأت کے ساتھ قرآن حکیم پڑھنے
والے ہوتے انکو بھی استاد صاحبان اپنے ساتھ لاتے اور
باری باری رکوع قرأت کے ساتھ پڑھتے۔ اور جسکی غلطی ہوتی
اسکو اشارہ کر کے بٹھا دیتے

حضرت باباجی صاحب (رح) نے فرمایا ایک مرتبہ اسطرح
ہوا کہ ایک استاد صاحب نے اپنے ایک شاگرد کو جو کہ بہت
ہی چھوٹا تھا اسکو اپنے بازو پر بیٹھایا اور اس بچہ نے تلاوت
یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ فرمائی جب ھُوَالْمَلِکُ
پر پہنچا تو وقف کیا وقف کرنے کے بعد جب دوبارہ شروع
کیا تو الملک پڑھنے کے بجائے ملک پڑھا۔ تو باقی قراء
حضرات نے چپ کرا دیا حضرت باباجی (رح) فرماتے تھے کہ میں
بڑا ہی حیران ہوا کہ کونسی غلطی سے بچے کو قراء حضرات نے

خاموش کرا دیا۔ میں سارا دن اس غلطی کو سوچتا رہا۔ اور پریشان رہا قریب عصر کے وقت حضرت قبلہ اوّل باباجی رح کی صورت مبارک انکھوں کے سامنے آگئی۔ اور مسئلہ یاد آگیا کہ اگر کوئی الحمد للّٰہ پر سانس توڑتا ہے۔ اور پھر حمد اللہ سے شروع کرتا ہے (یعنی الام میم کو چھوڑ دیتا ہے) معرف بالام کو غیر معرف بالام پڑھتا ہے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ تب میری وہ حیرانی اور پریشانی دور ہوئی

اِس بات سے آپ سرکار کا قرآنِ حکیم سے ساتھ لگاؤ اندازہ لگائیں کہ چھوٹی سی غلطی سمجھ نہ آنے کی وجہ سے آپ سارا دن پریشان رہے۔

قرآن مجید کے قواعد قرأت کے ساتھ اتنا زیادہ شوق تھا کہ دربار شریف کے درس کے حافظ کا قرآن مجید عالم سنتا تو یہ محسوس کرتا کہ ہندستان کے کسی مدرسہ کا فارغ طلباء ہے۔ کیونکہ پنجاب میں اکثر حفاظ حضرات بڑی سادگی سے قرآن مجید پڑھتے تھے

کرڑ شریف والے حضرت خواجہ غلام حسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا جب روضہ مبارک تیار ہو رہا تھا تو دربار شریف سے بھی طلباء کام کیلئے گئے۔ طلباء بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت باباجی رحمتہ اللہ علیہ جب روضہ مبارک بننے کے ایام میں جاتے تو خود بھی کافی انیٹیں اٹھاتے جب آپ سے کوئی طلباء لینا چاہتا تو آپ فرماتے کہ تم اپنے حصے کا کرو۔

میں اپنے حصے کا کر رہا ہوں۔ حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ
فرمایا کرتے تھے کہ زمین کا سینہ ہل سے چھلنی ہوتا ہے تب
فصل لہراتی ہے اور سرسبز نظر آتی ہے پھر زمیندار خوش ہوتا
ہے۔ یہ تو چند واقعات لکھے ہیں۔ اگر آپکی محنت کے سارے حا
لات کا تجسس کیا جائے تو پھر بہت بڑی کتاب بنتی ہے یہ تو
مشت نمونہ از خروارے کی مثال ہے نتیجہ یہ ہوا کہ پھر حضرت
خواجہ غلام محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ) نے آپکو خلافت سلاسل اربعہ
نقشبندی۔ قادری اور چشتی اور سہروردی میں عطاء فرمائی اور میرا
خیال ہے کہ آپنے فرمایا تھا کہ حضرت صاحب نے مجھے تحریری
خلافت بھی دی ہے

مقصد یہ نہ ہو کہ آپ پیری مریدی سے شوق
رکھتے تھے بلکہ آپکے پاس بہت اوباش قسم کے لوگ آتے تھے
جنکو انگریز کے زمانے میں دس نمبری بدمعاش کہتے تھے۔ پھر
آپکی نظرِ کیمیا کا صدقہ انکی طبیعت پر ایسا انقلاب آجاتا کہ
پھر انہیں دیکھ کر ایمان تازہ ہو جاتا۔ اور اب بھی باباجی صاحب
رحمتہ اللہ علیہ) کے تراشے ہوئے انسان موجود ہیں اور انہیں
دیکھ کر یہ یقین نہیں آتا کہ یہ لوگ کبھی ویسے ہونگے
اگر آپ ان سے دریافت کریں تو وہ بھی کہیں گے
کہ سرکار تے ہمیں مرید نہیں فرمایا۔ آپ سے اگر کوئی کہتا کہ حضور
مجھے مرید فرمائیں تو آپ کہ میں خود ابھی تک مرید نہیں ہوا
اور کئی دفعہ فرماتے کہ حکم سے نسخہ لینا تو آسان ہے مگر

پرہیز کرنی مشکل ہے۔۔ ایسے ہی مرید ہونا آسان ہے مگر
مریدی کا صحیح معنوں میں حق ادا کرنا مشکل ہے

ایک مرتبہ آپ کسی وجہ سے ناراض ہوئے تو ظہر
کے وقت ملفوظات عثمانیہ (یعنی موسیٰ زئی شریف والے
حضرت صاحب کی ملفوظات) راقم الحروف فرمایا کہ کوٹھی یعنی حجرہ
شریف سے لے آؤ۔ جب میں ملفوظات عثمانیہ لیکر حاضر ہوا تو
اس میں نشانی رکھی ہوئی تھی۔ وہ صفحہ نکلوا کر فرمایا کہ محمود پڑھ
میں نے جب پڑھا تو ملفوظات میں لکھا کہ کوئی مرید اس خیال
سے ہوتا ہے کہ میں اجازت لیکر لوگوں کو مرید کرونگا اور
لوگوں سے پیسے بٹورونگا تو یہ شرکِ جلی ہے یعنی بالکل کھلا
شرک ہے

اگر اس لیے مرید ہوتا ہے کہ میں پیر سے اجازت
لیکر لوگوں کو مداتیہ کا ذریعہ بنونگا تو یہ شرکِ خفی ہے یعنی
یہ بھی شرک ہے مگر شرک چھپا ہوا، ہر ایک کو نظر نہیں آتا یہ
ایمانی خورد بین سے نظر آتا ہے

پیر کا مرید محض اس لیے ہو کہ پیر راستے کا رہبر
ہے اس دشوار راستے کو طے کرنے کا ماہر ہے۔ اسکی
راہ نمائی میں میری منزل دشوار بھی طے ہو جائے گی اور میں بھی
ربُّ العٰلمین کی خوشنودی حاصل کر لونگا حقیقت میں صحیح یہ مریدی
ہے۔ مرید محض اس لیے ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو
حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کی بھی مطمع نظر صرف

پیری مریدی ہوتی تو جب کروڑوی رحمتہ اللہ علیہ) سے خلافت
ملی تھی تو پھر اپنا سلسلہ چلا لیتے مزید کہیں اور جگہ جانے کی ضرورت
نہ محسوس فرماتے۔ بلکہ حضرت قبلہ اول باباجی صاحب کو مانکی
شریف سے خلافت ملی تھی۔ قادریہ خاندان میں

قادریہ خاندان سے خلافت صاحب طریقت کو معلوم
ہے۔ اگر حضرت باباجی صاحب ثانی رحمتہ اللہ علیہ) کو پیری مریدی کا
شوق فرماتے تو آپنے والد بزرگوار کی مسند پر بیٹھ جاتے اور
پھر کوڑ شریف سے چاروں خاندانوں میں بیعت کی اجازت
ملنے کے بعد تو کوئی ضرورت ہی نہ تھی اور کروڑ شریف کے
بعد گولڑہ شریف سے نسبت نہ فرماتے

آپ تو اس عقیدہ کے مالک تھے کہ جب انسان حکیم
کے بغیر ایک لمحہ بھی رہے تو اسکے بیمار ہونے کا خطرہ ہوتا ہے
حضرت خواجہ کروڑوی رحمتہ اللہ علیہ سے خلافت ملنے کے
بعد آپنے ختم خواجگان شروع فرمایا جو کہ کتاب آخری صفحات پر
درج ہے۔ جب حضرت خواجہ غلام محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا
انتقال پر ملال ہوا۔ تو آپکے صاحبزادگان کرام بہت ہی چھوٹے
تھے۔ آپ جب دربار شریف پر جاتے تو دو تین دن رہکر واپس
آجاتے۔ وہاں کے خلفاء اعتراض کرتے اور چہ میگوئیاں کرتے
کہ آپ اب نہیں رہتے

تنگ آکر آپ نے فرمایا کہ یتیم بچے ہیں انکا مال
ہمیں کس طرح کھانا جائز ہے۔ یہ آپکی احتیاط دیکھیں اگر آپ

سوچیں کہ پھر تین دن کا کھانا کس طرح جائز تھا۔ تو عرض ہے کہ تین دن تک بطور مہمان رہنا از روئے شریعت جائز ہے۔ تین دن سے سے زیادہ بطور مہمان کسی کے ہاں رہنا ناجائز ہے

گھر والے کی اجازت کے بغیر آپکی شرعی مسائل پر گہرائی نظر کا اندازہ لگایا کہ چھوٹے بچے اجازت کے اہل نہیں تھے اسلیئے آپ وہاں تین دن سے زیادہ نہیں رہتے تھے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے اپڑاں گھر پیراں نالا دار۔ یعنی اپنے گھر رہنا چاہیے۔ اگر جائے تو اپنے پیر کے در پر جائے حضرت باباجی صاحب اور کہیں بھی نہ جایا کرتے۔ اگر جاتے تو اپنے پیر کے در پر جاتے

اور جاتے تو اس عاشقانہ انداز سے جاتے۔ کہ جب ارادہ کرتے تو دو تین سیر گھی خالص دیسی لیتے۔ اور پشاوری ہوٹل والا کیمبلپور اسٹیشن پر ہوتا تھا جس سے آپ صرف چائے پیتے تھے اور گھی اسکو دیتے اور خود ایک مسجد میں تشریف فرما ہو جاتے اور گاڑی آنے تک آپ ٹھہرتے۔ اور کافی کھانا تیار کرا کر ساتھ لے جاتے۔ اور اپنی ہی دریاں وغیرہ لے جاتے

لوگوں کو جب پتہ چلتا تو پھر لوگ جوق در جوق ملاقات کیلئے آتے اور وہ کھانا آپ لوگوں کو کھلاتے غور فرمائیں کہ آپکے کتنے مرید راستے میں تھے مگر آپ کسی کے گھر نہ جاتے

آپ گرمی یا سردی جس حال میں بھی ہوں کسی کے گھر جانا آپ پسند نہ فرماتے

اور چھپری والی مسجد میں گاڑی آنے تک ٹھہرتے مگر کسی کے

گھر نہ جاتے۔ اپنا گھر اور پیر کا در۔ اور اس عاشقانہ انداز سے جاتے کہ جیبیں پیسوں سے بھر لیتے اور راستے میں کوئی غریب مسکین کوئی بھی سوالی ہوتا آپ دیتے جاتے اور پیر کے علاقہ کے بچے اور بوڑھوں کا ایسا ادب کرتے۔ کہ ہم اپنے پیر خاص کا بھی ایسا ادب نہ کر سکتے۔

آپ کے ادب کا واقعہ مطالعہ فرمائیں کہ کروڑ شریف کے روضے کا مینار مبارک بہت ہی اونچا ہے۔ اور جب آپکو وہاں قضاء حاجت کی ضرورت پڑھتی تو جس حد تک روضہ مبارک نظر آتا تھا۔ آپ قضاء حاجت کیلئے نہ بیٹھتے تھے۔ آپ یہ شعر پڑھا کرتے تھے اور فرماتے

پائے سگ بوسید مجنو خلق گفتہ ایں چہ بود۔ گاہے گاہے ایں سگ در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

مولانا روم فرماتے ہیں کہ مجنوں نے لیلیٰ کی گلی کے کتے کے پاؤں چومے۔ لوگوں نے پوچھا کہ کتے کے پاؤں کیوں چومے تو مجنوں نے جواب دیا کہ یہ کتا لیلیٰ کی گلی میں کبھی کبھی جاتا تھا

حضرت باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے پیر کے علاقہ کے لوگوں کا کیا بلکہ کتوں کا بھی ادب فرماتے جس طرح سے آگے واقعہ لکھ چکا ہوں کہ مانکی شریف کے لنگر شریف میں ایک کتا تھا جسکی حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس کتے کی ٹانگیں دبایا کرتے تھے۔ آپ ایک فارسی کا شعر غالب مثنوی شریف کا شعر پڑھتے

توحید میدانی کہ چیست سگ راغو

تو چہ میدانی کہ چیست سگ راغوغا با گدا
منع میساز د کہ از در حق بر در دیگر میا میا

مولنا روم فرماتے ہیں کہ جب کتا گداگر کی طرف بھونکتا ہے. تو تجھے پتہ ہے کیا کہتا ہے. کتا خیر مانگنے والے کہتا ہے کہ اپنے رب کے در کو چھوڑ کر غیر کے در پر نہ جا۔ یعنی ہوا ک در دی ہوا ک درتے رہو ڈہلی نہ ہو. رات دن ایہہ خالی بھانڈ بھر دی رہو وہلی نہ ہو. یعنی اپنا گھر پیر کا در

آپکی اِس عقیدت اور ادب کا یہ اثر تھا کہ جس دربار شریف پر گئے. تو وہاں کے بڑے بڑے پرانے خادموں کو گرچہ عالم مالدار اور پرہیز کیوں نہ ہوتے. مگر اس مرشد کو اور اس مرشد کے لواحقین کو سب سے زیادہ محبت حضرتِ باباجی صاحب سے ہوتی: آپ خدمت کے بعد یہ نہ سوچتے کہ میں نے خدمت کی ہے۔ اِس ہی عقیدت و اخلاص کا اثر تھا کہ مانکی شریف میں ختم قرانِ مجید تراویح میں سنانے کا سہرا آپکے سر تھا۔ اور ایسے ہی تراویح میں قرآن مجید کروڑ شریف میں سناتے کا سہرا بھی دریا شریف ہی کے سر رہا

جس وقت حضرت خواجہ خواجگان نقشبند حضرت صاحب کروڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال پر ملال ہوا تو پھر حضرتِ قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کروڑ شریف تو ضرور جایا کرتے مگر کبھی کبھی حضرت جنید پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کے

مزار شریف پر جایا کرتے تھے۔ اور اٹک خورد میں حضرت صاحب کی مزار پر اور کامرہ شریف میں اپنے استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت باباجی صاحب کے اور آپکے سارے خاندان کے اور قریباً افغانستان و پاکستان میں اکثر علماء آپکے شاگردوں میں شامل ہیں

اور ستکر درہ شریف جسکا میں ذکر کر چکا ہوں آپ وہاں مزار شریف پر حاضری دیتے۔ اور راولپنڈی میں بڑے باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خادم تھے انکی مزار شریف پر جاتے۔ ایک مرتبہ آپنے بیان فرمایا تھا کہ میں جب حضرت جنید پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کی مزار مبارک پر جاتا تھا تو ایک دن بیبی شریف والے حضرت صاحب یعنی کہ صاحب مزار نے فرمایا کہ یہاں سے گزر جاتے ہو اور میرے پاس نہیں آتے ہو تو پھر آپنے بیبی مزار شریف پر بھی جانا شروع فرمادیا

اور اسی طرح بیان فرمایا کہ میں پنڈی مزار پر جاتا تھا تو گولڑہ شریف والے حضرت صاحب خواجہ خواجگان چشتیہ حضرت مہر العلم والعمل حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ میرے قریب سے گزر جاتے ہو اور میری مزار پر نہیں آتے

گولڑہ شریف میں جانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ابتدا میں حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کو جائیداد وغیرہ کا کوئی شوق وخیال نہ تھا مگر

بانگی لالہ صاحب مرحوم مغفور جو کہ آپکے بہت پیارے خادم تھے
جو بات آپ سے منوانی ہوتی آپکی سختی بھی برداشت کر لیتے
مگر بات منوا لیتے۔ ابتدا ابتدا میں آپ سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ
نے آپکو بہت طاقت و مہربانی فرمائی ہوئی ہے۔ آپ اپنی
اولاد کو لوگوں کے رحم و کرم پہ نہ چھوڑیں

اور انگریز کا زمانہ تھا اماموں کی آمدن سوائے میت
کے غسل اور اسقاط کے علاوہ کوئی ذرائع آمدن نہ تھے۔ اور
اماموں کو لوگ اپنے کمی لوگوں جیسا سمجھتے تھے۔ ہمارے چچا
زاد بھائی لالہ محمد اشرف صاحب کے والدِ محترم فرمایا کرتے امام زنِ دیہ
راگویند۔ یعنی امام سارے گاؤں کی عورت ہوتا ہے

بانگی لالہ صاحب نے بہت اصرار کیا مگر حضرت باباجی صاحب
فرمایا کرتے کہ میرے قبلہ اپنے والد ماجد حضرت قبلہ بڑے باباجی صاحب
رحمتہ اللہ علیہ کو قبلہ کے لقب سے یاد فرمایا کرتے۔ بانگی لالہ صاحب
کو جواب دیا۔ کہ میرے قبلہ تارک الدنیا تھے۔ یعنی دنیا سے لگاؤ نہ تھا
میں بھی جائیداد نہیں لیتا۔ مگر آخر میں بانگی لالہ صاحب اپنے دلائل کی روشنی
میں کامیاب ہو گیا۔ اور آپ نے لالہ میاں خان صاحب مرحوم سے ۱۵
-۱۶ کنال زمین خریدی طلباء کی نیت پر۔ میاں خان لالہ صاحب مرحوم
موروثی تھا یعنی انگریز کے قانون کے مطابق ایسی زمین کے بیچ نے
میں گاؤں کے مالکوں کو بیع تنسیخ کا حق تھا

تو گاؤں کے مولوی صاحب جو کہ مالکوں میں بہت
مشہور تھے۔ اور خود اقرار کرتے تھے کہ میں نے حضرت باباجی صاحب

سے تین پارے پڑھے تھے۔ حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو علماء کرام حافظ صاحب کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ اور میرے خیال میں مولوی

مولوی صاحب نے حضرت بڑے باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فارسی بھی پڑھی تھی

مولوی صاحب نے آپ پر بیع تنسیخ کا دعوی کر دیا اور اِس دعوے میں حضرت باباجیؒ کے نگران خادموں کو بہت ہی تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ اگر ایک تاریخ کیمبپور میں ہوتی تو دو تین روز بعد حسن ابدال میں ہوتی اور پھر تین چار روز بعد فتح جنگ میں۔ اور سواری کا انتظام اس وقت نہ ہوتا تھا۔ اِس لیے متواتر ایسی تاریخیں بھگتنی مشکل تھیں۔ آخر آپ مقدمہ ہار گئے اور مولوی صاحب نے یہ مقدمہ جیت لیا۔

اسکے بعد آپنے جائیداد کا ارادہ ترک کر دیا پھر کامرہ خورد میں رحمت جی باباجی صاحب مرحوم و مغفور جو گولڑہ شریف کے حضرت مہر العلم والعمل کے مرید تھے حضرت صاحب انہیں خواب میں فرماتے ہیں کہ دریا شریف والے حافظ صاحب کے مقدمہ کا اختیار تم لے لو رحمت جی بابا صاحب مرحوم و مغفور دریا شریف آئے اور حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں خواب بیان کی اور مقدمہ کے اختیار کے متعلق بھی عرض کی۔ تو آپنے فرمایا کہ میں نے تو ارادہ ترک کر دیا تھا کیونکہ میرے قبلہ تارک الدنیا تھے۔ مگر گولڑہ شریف کے شہنشاہ نے غیرت فرمائی ہے کہ بھتیجے کی بے عزتی ہے۔ تو پھر تم اپیل کرو پھر آپنے رحمت جی بابا صاحب کو مختیار نامہ دے دیا

پھر رحمت جی بابا صاحب نے قریباً چالیس روپے خرچ کیے وہی جو کاغذات پر خرچ ہوئے۔ رحمتا جی بابا صاحب تاریخ پر پیدل جاتے تھے کامرہ گاؤں سے روٹی ساتھ لے جاتے۔ اور ایسے چالیس روپے میں مقدمہ جیت لیا۔

مولوی صاحب نے حضرت قبلہ باباجی صاحب (رح) پر مقدموں کی بارش برسادی قریباً ۶۵-۶۶ مقدمے چھوٹے موٹے فوجداری اور دیوانی بنائے بیک وقت گیارہ گیارہ مقدمے بھی رہے جب بابا رحمتا جی صاحب فوت ہو گئے تو اسکے برخوردار لالہ عبدالرزاق صاحب نے مقدموں کی ذمہ داری اٹھالی مولوی صاحب کی یہ کوشش رہی کہ باباجی صاحب یا اسکے کسی برخوردار کو ہتھکڑی لگ جائے۔ یا ایک دفعہ حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچہریوں میں چلے جائیں تو میرا مشن پورا ہو جائے گا

سارے مقدموں کی داستان تو بہت لمبی ہے

دو تین دفعہ تو دو دو تھانیدار اور سات سات سپاہی لائے ایسے جھوٹے مقدمات بنائے کہ دو دو تھانیدار اور سات آٹھ آٹھ سپاہی گرفتاری کیلئے آئے کہ آج ضرور ہتھکڑی لگے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے کرم و مہربانی سے جب پولیس والے آتے آپکو ہتھکڑی لگانے کو۔ مگر جب واپس جاتے تو ان ہی کو ملامت کرتے

ایک دفعہ مقدمہ کیا کہ میرے کمشن پر کھٹی بیلچوں سے باباجی صاحب کے صاحبزادے محمد سعید صاحب سابق۔ ایم۔ پی۔ اے

حافظ محمد شریف صاحب اور راقم الحروف حافظ سلطان محمود صاحب اور خادم غلام مصطفےٰ صاحب مرحوم و مغفور کے دو بیٹے محمد منظور الٰہی و محمد رفیق صاحب اور بابا جی صاحب کے خادم عبدالرزاق صاحب نے حملہ کیا ہے۔ اور جس حاکم کے پاس مقدمہ دائر کیا ہوا تھا وہ دو دن کی چھٹی پر گیا ہوا تھا مولوی صاحب کا خیال تھا کہ جب تک وہ نہ آجائے گا اس وقت تک یہ حوالات رہیں گے۔ مگر رب العلیٰ کی کرم و مہربانی سے لالہ حافظ محمد سعید صاحب رات ہی کو جاکر ڈی۔ سی۔ سے عبوری ضمانت کی منظوری لے آئے۔ صبح عبوری ضمانت ہو گئی

مولوی صاحب کو بہت دکھ ہوا کہ میں اتنی تکلیف بھی کی ہے کہ پانچ دن کاریں دوڑائیں اور پیسہ بھی خرچ کیا مگر کچھ بھی کارگر ثابت نہ ہوا

مولوی صاحب نے پھر پولیس کی ملی بھگت سے پستول سے حملہ کا دفعہ لگوا دیا جس وقت پکی ضمانت کیلئے سیشن جج صاحب کے پاس گئے تو علاقہ کے چھوٹے تھانیدار بھی گئے۔ ہمارے وکیل شیخ محمد افضل صاحب اللہ تعالیٰ انکو خوش رکھے انہوں نے بھی سرکار کے مقدمات میں کوشش کرنا اپنے لیے سعادت محسوس کرتے رہے

مثلاً لالہ غلام مصطفےٰ صاحب مرحوم اور انکے صاحبزادے اور رحمت بابا جی صاحب اور انکے لڑکے لالہ عبدالرزاق صاحب ہارون والے لالہ عبدالغفور صاحب مرحوم اور اخی محترم

الحاج الحافظ محمد سعید صاحب اور وکیل چوہدری عبد اللہ صاحب
ان لوگوں نے سرکار کے مقدمات میں جان ہتھیلی پر
رکھ کر ان تھک کوششیں کیں ہیں
ہمارے وکیل شیخ محمد افضل صاحب نے تھانیدار سے کہا کہ
تو کیوں آیا ہے عبوری ضمانت تو ہو گئی ہے۔ اور پکی ضمانت تو
انشاء اللہ آج ہو جائے گی تو تھانیدار نے کہا کہ پستول
اُگرنے کی ضمانت تو نہیں ہوئی۔ تو ہمارے وکیل صاحب نے
فرمایا کہ حیاء کرو خدا تعالیٰ سے ڈرو کیا یہ لوگ پستول اُگرنے
والے ہیں؟
اس وقت بھٹو صاحب کا دور تھا اور پستول کا دفعہ
بہت سخت تھا بغیر سیشن جج اور ہائی کورٹ کے کوئی ضمانت
نہیں لے سکتا تھا۔ ہمارے وکیل صاحب نے کہا کہ خدا تعالیٰ سے
شرم کرو اگر ان بزرگوں کی دعاء نہیں لے سکتے ہو تو
کم از کم ان لوگوں کی بد دعا، تو نہ لو
خیر سیشن جج صاحب کی عدالت میں پیش ہو گئے تو
سیشن جج نے کہا کہ ضمانت کرا لو۔ مولوی صاحب نے بڑے لائق
دو وکیل کئے تھے ایک وکیل صاحب بولے کہ پستول کے دفعہ کے
نام لیا کہ اس دفعہ کی ضمانت نہیں ہوئی۔ ہمارے وکیل صاحب
نے فرمایا کہ الف۔ آئی۔ آر۔ میں پستول کا دفعہ کوئی درج نہیں
کہا کہ آپ جائیں اور پکی ضمانت کرا لیں۔ اور پھر اعتراض کیا کہ
انہوں نے علاقہ کے تھانے میں بیان نہیں دیئے تو گویا

کہ یہ منہ زور لوگ ہیں۔ حالانکہ ہمیں تھانہ میں کسی نے بلایا ہی نہ تھا۔ پھر ہمارے وکیل صاحب نے کہا کہ تھانہ میں چلے جانا تو قبلہ حضرت باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے غلاموں نے آپکو بتلائے بغیر تھانیدار کے پاس کوئی سفارش لائے

آپکو معلوم ہو گیا کہ تھانہ میں سفارش لائی گئی ہے تو آپنے خادموں کو تھانہ جاتے وقت فرمایا کہ تھانیدار سے کہنا کہ سفارش ہم نہیں لائے۔ سفارش اپنی مرضی سے آئے ہیں۔ تمہاری جس طرح مرضی ہے کریں۔ توکل تو اسکا نام ہے اور توحید اسکا نام ہے۔ جب ہم تھانہ میں گئے تو وہاں ایک تھڑا مسجد شریف کی نیت پر بنا ہوا تھا۔ ہم اس پر بیٹھ گئے

تھانے دار صاحب نے جب ہمیں دیکھا تو آنکھیں نیچی کر لیں اور تھانہ کے صحن سے ہو کر واپس اندر چلے گئے تو اندر جاکر کہا کہ انہیں کہیں کہ واپس چلے جائیں۔ پھر ضمانت کے بعد مقدمہ چلا تو کمشن صاحب نے کہا کہ ہم ان لوگوں کو پہچانتے ہی نہیں۔ یعنی مقدمہ جھوٹا کیا گیا تھا۔ ایسے جتنے مقدمے تھے سبکی ایسی ہی حقیقت تھی

کچھ مقدمات کی تو مولوی صاحب نے حد کر دی تھی کہ شاید بھرم رہ جائے۔ سنا تھا کہ ایک مقدمہ میں تو جج صاحب کے استاد صاحب کو سفارشی لایا تھا۔ تو جج صاحب نے اپنے استاد صاحب سے کہا کہ مولوی جی کوئی ایسا آدمی نہ چھوڑا جو میرے پاس بطور سفارش نہ لایا ہو۔ اور مولوی صاحب مدعی علیہ جس پر مقدمہ ہے وہ آج تک

میرے پاس نہیں آیا۔ اور اس علاقہ میں اسکی خوشبو بہت پیاری سنائی دیتی ہے۔ آگے جس طرح تمہاری مرضی ہے میں ویسا ہی فیصلہ کرونگا۔ جج صاحب کے استاد صاحب نے کہا کہ جس طرح تمہاری مرضی ہے فیصلہ کریں

تو اس نے فیصلہ آپکے حق میں کر دیا۔ دوسرا مقدمہ بھی اسی طرح ہوا۔ جب آخری تاریخ پر آپکے مختار خادم گئے جب کچہری میں پہنچے تو پتہ چلا کہ مولوی صاحب نے بہت بڑی ہی سفارش لائی ہے جس حاکم کے پاس مقدمہ تھا اس جج صاحب نے سفارشی سے وعدہ کر چکے کہ مولوی بہت تھک چکے ہیں اب یہ فیصلہ انکے حق میں کر دیا جائے گا تو باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خادم گھبرا گئے کہ فیصلہ تو مخالف ہو جائے گا مگر ربّ العُلیٰ کی مہربانی سے جج نے اس دن فیصلہ نہ دیا اور دوسرے دن کی تاریخ دے دی

تاریخ دن گو بجت کر رات کو حضرت باباجی صاحب کو جب لالہ عبدالرزاق صاحب نے اطلاع دی کہ مولوی صاحب نے بہت بڑی سفارش لائی ہے۔ تو آپنے فرمایا کہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ تہجد کی نماز پڑھنے کے بعد بیٹھے بیٹھے لالہ عبدالرزاق صاحب کو نیند آ گئی خواب میں دیکھا ہے کہ قبلہ اوّل باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) قریب سے گزرتے ہیں تو مسکرا کر فرماتے ہیں کہ تاریخ پر نہ جاؤ گے اور پیچھے حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ) بھی ہیں جب بیدار ہوئے تو اس دیدار

سے لالہ عبدالرزاق صاحب پر محبت کا اثر اتنا غالب ہوا کہ
لالہ عبدالرزاق نے کہا کہ جب تک آپ سے ملاقات نہ کر
لوں تو تاریخ پر نہ جاؤنگا۔ لالہ عبدالرزاق صاحب کہتا تھا کہ
دونوں حضرات ایسی نورانی صورت میں تھے کہ میرا حضرت قبلہ
باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات کے بغیر تاریخ پر جانے
کو دل نہیں چاہ رہا تھا
جب آپ صبح اشراق سے فارغ ہو کر اپنے حجرے
مبارک میں تشریف لے گئے تو میں ملاقات کیلئے اندر گیا
تو مسکرا کر فرمانے لگے کہ تاریخ پر نہیں جانا ہے بعینہ وہی نقشہ
تھا جو میں نے خواب میں مطالعہ کیا تھا۔ اس دن میرا دل مطمئن
بھی تھا اور سکون بھی تھا اور میری آنکھوں کے سامنے بار بار وہ
منظر دوڑ رہا تھا اور کسی بات کا فکر و خیال نہ تھا۔ سارے ساتھی
پریشان تھے اور میں بالکل مطمئن تھا
سارے ساتھی مجھ پر ناراض ہوئے کہ کیس کا خطرہ ہے
اور تو بے غم ہے میں کہتا رہا کہ انشاءاللہ سرکار کا صدقہ ہم
جیتیں گے ظہر کے بعد فیصلہ ہوا اور مقدمہ ہمارے حق میں ہو
گیا جب شام کے بعد واپس آکر حضرت قبلہ باباجی صاحب کو مقدمہ
جیتنے کی خبر دی تو آپ سجدہ ریز ہو گئے اور سخت روئے اور فرمایا
جو کسی کی عزت کے نقصان میں نہ ہو ربّ العُلیٰ اسکی عزت
بچاتے ہیں۔ اکثر مقدمات کی فتح پر لوگ خوش ہوتے ہیں اور
بندوق و پستولوں سے فائرنگ کرتے ہیں کیا کیا خوشی کرتے

ہیں آپ نے ان سب مقدمات میں مدافعانہ ہی کاروائی کی حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) تارتخ کا فروری خرچ بھی نہ مہربانی فرماتے جو خرچ مہربانی فرماتے وہ بمشکل کرایہ پورا ہوتا کبھی کبھی تو وہ بھی کم پڑھ جاتا

لالہ محمد سعید صاحب بہت تنگ ہوتے کہ مخالف مولوی صاحب اپنا مقصد پورا کرنے کی غرض سے کتنے پیسے خرچ کرتے ہیں۔ اور آپ خرچ بھی پورا نہیں دیتے۔ اور آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے

ہر کہ در راہ من خار نہد من گل نہم = او جزائے خار یابد من جزائے گلبرم

شاعر فرماتے ہیں کہ جو میرے راستے میں کانٹے پھینکے گا تو میں جواب میں پھول بچھاؤں گا۔ وہ کانٹوں کی جزا پائے گا اور میں پھولوں کی جزا پاؤنگا۔ ایک دفعہ ان ہی مولوی صاحب کے بھائی نے ڈی۔ سی۔ کے پاس درخواست دی کہ دربار شریف میں حافظ محمد سعید نامی شخص ہے وہ اسلحہ کا کاروبار کرتا ہے اور حضرو تھانہ کی پولیس اسکے ساتھ شریک ہے لہٰذا ضلع کی پولیس اسکی تلاشی کرے اور مولوی صاحب کے بھائی کا مقصد تھا کہ آپکے گھر کی جب تلاشی لی جائے گی تو آپکی بے عزتی ہوگی۔ مگر مثل مشہور ہے کہ جسے رب رکھے اسے کون چکھے۔ جب ڈی۔ سی صاحب نے درخواست پڑھی تو آگ بگولہ ہو گیا اور غصہ میں کہتا ہے کہ میں ابھی انتظام کرتا ہوں

خدا کی کرنی کہ اس وقت اسکے دوست اسکے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جنکو ہم بھائی جان نظیر صاحب کہتے تھے مرحوم و مغفور انہوں نے بھی حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے مقدمات میں کافی مدد کی اور میاں معظم صاحب مرحوم مغفور جو کہ کاکا صاحب کے نام سے مشہور

تھے جن حضرات نے بھی خدمت کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنی خاص مہربانیوں سے مالا مال کرے اور جو وفات پا چکے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے

بھائی نصیر صاحب نے پوچھا کیا بات ہے آپ پریشان لگ رہے ہیں صاحب۔ تو ڈی۔ سی۔ صاحب نے درخواست بھائی نصیر صاحب کو دی کہ پڑھیں۔ درخواست انگریزی میں تھی۔ بھائی نصیر صاحب تھانیدار رہ چکے تھے اور قریباً چودہ جماعتیں بھی پڑھے ہوئے تھے انہوں نے جب درخواست پڑھی تو طنزاً کہا۔ کہ حافظ محمد سعید کی بھری ہوئی ویگن اسلحہ سے پکڑی گئی اور اسکے بھائی بھی بہت بڑے بدمعاش ہیں اب سارا دن زمین پر ٹکریں مارتے رہتے ہیں

ڈی۔ سی۔ صاحب نے جب سنا تو حیران رہ گیا اور کہنے لگا کہ ویگن اسلحہ کی پکڑی گئی اور میں ضلع کا افسر ہوں مجھے پتہ نہ چلے آخر یہ کیسے ہوا

تو بھائی جان نصیر صاحب نے کہا سر یہ درخواست دینے والا مولوی صاحب کا بھائی ہے اور مولوی صاحب کے گاؤں میں ایک بزرگ ہیں اور یہ حافظ محمد سعید صاحب انکے صاحبزادے ہیں اور انکے چھ بھائی اور بھی ہیں مولوی صاحب ہمیشہ ان بزرگوں پر مقدمات وغیرہ بنائے رکھتا ہے۔ وہ بزرگ اور انکے صاحبزادے تو دن رات اپنی عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور ماشاءاللہ سب حافظِ قرآن اور نہایت پرہیزگار اور اخلاق مند ہیں۔ اور انکے بزرگوں کی تربیت بہت سخت ہے اور ملاقات میں فرشتوں

سے کم نظر نہیں آتے اور یہ حافظ محمد سعید صاحب مولوی صاحب کے
مقدمات کی مدافعت کرتے رہتے ہیں جسکی وجہ سے وہ حافظ صاحب کیلئے
ہمیشہ یہ کچھ کرتے رہتے ہیں
ایک مرتبہ ہم لوگ شام کے بعد درسگاہ میں طلبا، کو پڑھا
رہے تھے کہ بھائی نصیر صاحب مرحوم ومغفور، تھانیدار کو ساتھ درسگاہ میں
لائے اور انکے ساتھ تین چار سپاہی بھی تھے۔ بھائی نصیر صاحب ہماری طرف
اشارہ کرکے کہتے ہیں یہ وہ بدمعاش ہیں جو وضو کرکے سارا دن زمین پر
ٹکریں مارتے رہتے ہیں تو ہم حیران رہگئے کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ معلوم
کرنے سے پتہ چلا کہ ایسی بات ہے چنؔ دو تین دفعہ مقدموں روئیداد
لکھی گئی ہے۔ لیکن حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سمجھتے تھے اور
انکا پختہ یقین تھا قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ۔ کسی شاعر نے اس
آیۃ شریف کا ترجمہ کیا ہے
از خدا داں خلاف دشمن و دوست ؛ زیرانکہ دل ہر دو در تصرف اوست
یعنی دوست کی دوستی اور دشمن کی دشمنی سب اللہ تعالیٰ کی طرف
سے سمجھ اس لیے کہ سب کا دل اسکے قبضے میں ہے۔ اور آپ اس شعر
کو کبھی کبھار پڑھا کرتے تھے
شمس آبادی ملک محمد اکرم صاحب کا واقعہ حافظ صوفی زمرد
صاحب نے بیان کیا ہے کہ ملک محمد اکرم صاحب حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کے پاس آئے تو ان دنوں مقدمات کا بڑا زور تھا۔ تو ملک صاحب نے عرض
کی کہ آپ اپنے مقدمات میرے حوالے کریں۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی صاحب
کس طاقت کے زور سے نمٹائیں گے۔ تو ملک صاحب چپ ہو گئے

حالانکہ ملک صاحب اُس وقت۔ ایم۔ این۔ اے کے امیدوار تھے اور اب
انکے برخوردار ملک محمد اسلم صاحب۔ موجودہ ایم۔ این۔ اے۔ ہیں
حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ طاقت آپکو اللہ
تعالیٰ نے دی ہے تا۔ ملک صاحب نے عرض کی کہ یہ طاقت واقعی اللہ تعالیٰ
نے دی ہے۔ تو آپنے فرمایا کہ ملک صاحب کیا اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہے
کہ ہماری عرض نہ مانیگا۔ آپ غور کریں سرکار کے توکل علیَ اللہ کا۔
ہے کہ مثل مشہور ہے کہ دشمن چہ کند چوں مہرباں باشد دوست
دشمن کیا کر سکتا ہے جب دوست مہرباں ہو جائے۔ یہی مولوی صاحب
ایک مرتبہ رات کو اپنے گھر جا رہے تھے مولوی صاحب کا گھر مسجد کے پیچھے
چڑھائی پر تھا اس وقت راستے اور گلیاں کچی تھیں اور سخت اندھیرہ تھا اور بارش
کی وجہ سے راستے میں سخت پھسلن تھی
آپ کسی ضرورت کو مسجد شریف سے باہر نکلے تھے اور لالٹین
ایک ساتھی کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی آپنے دیکھا کہ مولوی صاحب پریشان
ہو رہے ہیں تو لالٹین آگے کر کے فرماتے ہیں بھائی صاحب اس طرف رستہ
کچھ صحیح ہے آپ روشنی میں اس طرف ہو جائیں۔ اور جس طرف راستہ ٹھیک
تھا آپنے مولوی صاحب کو اس طرف بلایا۔ آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے

شنیدم کہ مردانِ راہ خدا دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام کہ با دوستانت خلافست جنگ

شاید یہ شعر شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں
نے سنا ہے کہ جو مردانِ خدا ہیں وہ دشمنوں کے دل بھی خفا نہیں کرتے
تجھے یہ مقام کیسے حاصل ہو کہ تیرا اپنے دستوں سے جنگ ہے

اور یہ مقولہ پڑھا کرتے تھے۔ عابد کہ تیرہ شود بسنگ تنک آب
است ہنوز۔ فقیر جو کہ کسی کی تھوڑی سی تکلیف دینے پر پریشان
ہوتا ہے اسکی مثال ابھی تک تھوڑے پانی کی ہے

جس دن آپکا انتقال پر ملال ہوا اس دن بھی آپ
پر مولوی صاحب نے دعویٰ کر کے آیا تھا اور بعد میں واپس لے لیا تھا
چونکہ حضرت صاحب نے مزار شریف پر آنے کا خود بھی فرمایا
اور یہ اتنا بڑا احسان بھی تھا۔ تو آپنے شکریہ ادا کرنے کی نیت
پر گولڑہ شریف مزار شریف پر آنا جانا شروع کر دیا۔ تین چار مرتبہ
مزار شریف پر گئے اور مزار مبارک پر ہی حاضری دیکر واپس آگئے
اور حضرت صاحب المعروف بابوجی صاحب کو نہ ملے۔ پھر ایک مرتبہ
خیال فرمایا کہ بادشاہ کے پاس جانا اور اسکی اولاد کے پاس نہ
جانا یہ تو اچھا نہیں ہے۔ اور اسی دوران حضرت مولانا محمد فاضل
صاحب جو کہ خادمینِ خاص میں سے تھے انہوں نے بھی فرمایا کہ یہ
تو اچھا نہیں ہے کہ آپ یہاں آکر حضرت صاحب سے نہ ملیں اور مزار
شریف سے ہو کر واپس چلے جائیں

مولانا صاحب نے آپکو حضرت بابوجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ)
سے ملاقات کرائی اور آپسے تعارف کرایا۔ تین چار دفعہ تو
مزار شریف پر حاضری دیکر۔ پھر حضرت بابوجی صاحب رضی اللہ عنہ) سے
بھی ملاقات فرماتے۔ کچھ مرتبہ حاضری دینے کے بعد پھر ایک دفعہ
عرس مبارک کے موقعہ پر تمام صاحبزادگان ساتھ لے گئے اور
حضرت صاحب سے عرض کی کہ آپ انہیں بیعت فرمائیں۔ تو

حضرت صاحب نے فرمایا کہ میری طاقت نہیں آپ خود انہیں سبق دیں
یعنی حضرت صاحب نے۔ نہد شاخ پرمیوہ سر بر زمیں۔
کے مصداق ٹھہرے۔ پھر حضور قبلہ باباجی صاحب نے عرض کی کہ
مجھے مہربانی فرمائیں۔ پھر حضرت صاحب نے فرمایا کہ تم خود انہیں
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ کا سبق دو۔ اسی دوران
محمد شبیر صاحب جو کہ باباجی صاحب کے غلاموں میں سے ہیں انہوں نے
خواب میں دیکھا کہ حضرت بابوجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے روٹی کے
تین ٹکڑے فرمائے اور دو حضرت باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو دیئے اور
ایک خود رکھ لیا۔ پھر حضرت باباجی صاحب گولڑہ شریف بہت زیادہ
جاتے۔ اور پورا پورا غلامی کا ثبوت دیتے جیسے کہ غلامی کا حق
ہے

حضرت صاحب کو حضرت باباجی صاحب سے اتنی زیادہ محبت تھی
کہ پرانے جتنے بھی غلام تھے۔ سب سے زیادہ محبت حضرت صاحب
کو باباجی صاحب سے تھی آپ باباجی صاحب کو فقیر صاحب کے لقب سے
یاد فرماتے تھے۔ یہ بھی سنا ہے کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے گھر
والوں نے وصال فرمایا تو اس دن دربار شریف کے ایک غلام
لالہ محمد صبور صاحب اس دن دربار گولڑہ شریف میں تھے انہوں
نے آکر اطلاع دی کہ حضرت صاحب کے گھر والے انتقال فرما گئے
آپ دربار شریف پر بمع احباب جنازہ کیلئے گئے تو حضرت
صاحب فرمانے لگے کہ فقیر صاحب ہم تو آپکو بخشش کا ذریعہ سمجھتے ہیں
حضرت باباجی صاحب کوشش فرماتے کہ گولڑہ شریف قوالی

سے پہلے پہنچیں تاکہ بنگلہ شریف پر ملاقات ہو جائے

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت صاحب نے اپنے ساتھ کار میں بیٹھایا اور فرمانے لگے کہ دل یہ چاہتا ہے فقیر صاحب آپ ڈرائیور رہوں اور میں ساتھ بیٹھوں اور دونوں مدینہ شریف جائیں۔ اور ایسے ہی پھر ایک مرتبہ کار میں تشریف فرما تھے اور فرماتے لگے کہ فقیر صاحب میں اور تو دونوں کرلمہ پڑھیں۔ یہ سرکار کی محبت کی باتیں تھیں

پھر حضرت قبلہ بابوجی صاحب رضی اللہ عنہ، کا انتقال پر ملال ۱۳۹۶ھ جمادی الاخر کی پہلی تاریخ کو ہوا۔ اور حضرت قبلہ باباجی صاحب رضی اللہ عنہ) کا دوسرے سال ۱۳۹۷ھ جمادی الاخری کی تو تاریخ کو وصال ہوا

قبلہ بابوجی رحمتہ اللہ علیہ) کے وصال کے بعد موجودہ حضرات صاحب مدظلہ حضرت باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ) سے حضرت صاحب جیسا پیار فرماتے رہے۔ پھر حضرت قبلہ باباجی رحمتہ اللہ علیہ) کے وصال کے بعد موجودہ حضرات دربار عالیہ دریا شریف کے صاحبزادگان سے بھی سب سے شفقت و محبت فرماتے ہیں۔ اسکی وجہ صرف حضور قبلہ باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ) کے خلوص و عقیدت کا نتیجہ ہے۔ آپ فرماتے کہ حضرت مانکی رحمتہ اللہ علیہ) فرمایا کرتے" ہیچ شئی نہ راوڑہ اخلاص راوڑہ۔

یعنی اخلاص بہت بڑی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دربار میں بھی عجز و نیاز واخلاص سے زیادہ کوئی پسندیدہ چیز نہیں۔ اسکے مقرب بندوں کی دربار میں عجز و انکساری پسند ہے۔ اور آپ منگل شریف کے

متعلق فرماتے مَنْ گُلْ آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی
نسبت سے بہت پسند فرماتے۔ اور پسندگی کا یہ عالم تھا کہ آپنے
اپنے لیے بھی مَنْ گُلْ ہی کو پسند فرمایا اور آپکا وصال مبارک بھی
من گل کو ہوا

رمضان المبارک میں آپکو بیماری کا دورہ پڑا ویسے تو اکثر
آپ بیمار رہتے تھے جس بیماری میں آپکا وصال ہوا اسکا ہلکا سا
دورہ رمضان المبارک میں ہوا جس بیماری میں آپ فرض نماز امام
کے ساتھ ادا فرماتے اور تراویح اوپر دوسری منزل پر جس میں ہمیشہ
درس ہوتا وہاں ادا فرماتے تھے۔ پہلے دن راقم الحروف سے فرمانے
لگے کہ محمود میں دوسری منزل پر تراویحیں پڑھ سکتا ہوں۔ آپ یہ نہ
سمجھیں کہ آپکو مسائل دینیہ کی تحقیق نہ تھی بلکہ میں عرض کرچکا ہوں کہ آپکو
دینی مسائل میں اتنی تحقیق تھی جس کی مثال پیش کرنی مشکل ہے
مگر یہ بات تو ہر ایک خادم کو معلوم ہے کہ ہر مسئلہ
اس ناچیز سے پوچھتے تھے۔ اور اس ناچیز کو بھی انکی نظر کرم و
قدموں کا صدقہ کوئی ایسا مسئلہ نہ تھا جسکا جواب بر وقت بغیر مطالعہ
کے نہ عرض کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور آپکی نظرِ کرم بطور تشکر
لکھتا ہوں۔ ایک مرتبہ حافظ محمد ایوب صاحب ڈھوک کرم خان
والے) کو حضرت باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محمد ایوب
تیرا استاد شیخ الجامع ہے۔ آپکا مسئلہ معلوم کرنا مقصود نہ
ہوتا بلکہ ناچیز کا امتحان مقصود ہوتا

اس بیماری کا آپکو جو مستقل دورہ رہا وہ محرم المبارک

کی جمعرات کو ہوا جسکے بعد آپ پھر صحت یاب نہ ہوئے

محرم المبارک میں جمعرات کی رات مزار مبارک پر ختم شریف کیے گئے آپ جمعرات شریف کا ختم کسی حالت میں بھی نہ چھوڑتے تھے گرمی۔ یا سردی۔ بارش۔ آندھی یا طوفان۔ جو بھی حالت ہو مزار شریف کا ختم اور ختم خواجگان نہ چھوڑتے۔ ختم شریف سے واپسی پر شدید حملہ ہوا کہ الامان والحفظ پھر چار ماہ صاحب فراش رہے اور اس دوران بھی معمولات ترک نہیں ہونے دیے صرف وظائف کچھ دن ترک کیے جب بیماری کی شدت سے دو زانو بیٹھ کر پڑھنے کی طاقت نہ رہی۔ پھر ہمیں حکم دیا کہ تم پڑھا کرو

اور محترم لالہ محمد سعید صاحب کو فرمایا کہ بھائیوں پر ہاتھ رکھو اور کاموں کو سنبھالو یہ اس لیے کہ آپکی زندگی مبارکہ میں بھی یہ ڈیوٹی ان ہی کے سپرد رہی۔ دنیوی امور پر جتنا انہیں تجربہ تھا کسی اور بھائی کو نہ تھا۔ سب مسجد شریف کے ہی امور سے واقف تھے

آخر آپ ۹ جمادی الاخری ۱۳۹۷ھ بوقت چاشت نماز چاشت عمامہ باندھے ہوئے ادا فرما کر جان جان آفریں کے حوالے فرما دی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ہم باہر لنگر شریف کے دروازے کے باہر بیٹھے ہوئے تھے اندر صرف عبدالواحد عرف ملاں منصوری صاحب ہی تھے اور نور احمد المعروف بڑا ۵۵ بھی بوقت انتقال پہنچ گیا۔ اور انکا کہنا ہے کہ لنگر شریف کی طرف جو راستہ ہے آپنے اٹھکر تین قدم مبارک اٹھائے

پھر آپکے قدم مبارک لڑکھڑا گئے۔ بڑی مشکل سے حافظ عبدالواحد صاحب و نواز احمد المعروف بڑا نے آپکو سہارا دیکر پھر چارپائی پر لٹا دیے۔ جب آپکی روح مبارک کے پرواز ہونے کا وقت آیا تو حاضرین بیان کرتے ہیں کہ حجرہ مبارک کے اندر دھند سی ہو گئی اور اس میں سے درود شریف کی مبارک آوازیں آنے لگیں

اس وقت آپنے اپنی جانِ جان آفریں کے سپرد کر دی۔ آپنے لنگر شریف کی طرف جو قدم مبارک بڑھائے تھے اسکا معنی معتقد صادقوں نے یہ کیا ہے کہ آپنے عزرائیل علیہ السلام کا استقبال فرمایا تھا۔ اور یہ بعید از قانون شریعت نہیں۔ جو کام انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بطور معجزہ صادر ہو سکتا ہے وہ اولیاء کرام رحمہم اللہ سے بطور کرامتہ صادر ہو سکتا ہے

اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ سے انبیاء کرام سے اجازت مانگنے کا مسئلہ ثابت ہے۔ البتہ جو کام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خاصے ہوں تو وہ اولیاء کرام علیہ الرحمتہ کے واسطے ثابت نہیں ہو سکتے

حضرت قبلہ باباجی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی صحت مبارکہ کی حالت میں اپنی قبر مبارک کی وصیت باہر جنازگاہ میں بنانے کی فرمائی تھی۔ پھر قبر کچھ دن بعد اس حجرہ شریف میں بنانے کی وصیت فرمائی تھی اب جس میں ماجی صاحبہ آرام

فرماہیں پھر آپنے فرمایا تھا کہ قبلہ مبارک نے مجھے اپنی
قبر مبارک کے ساتھ قبر کی جگہ مہربانی فرمادی ہے
جن حضرات نے آپکے جنازہ مبارکہ میں شرکت
کی سعادت حاصل کی وہ اس بات سے بخوبی واقف
ہیں کہ جب آپکی قبر مبارک کھودی گئی تھی تو ساتھ بالکل جگہ
نہ تھی
مگر بعد میں بیٹھنے کی جگہ بھی ہو گئی حضرت قبلہ باباجی صاحب
رضی اللہ عنہ کا انتقال پر ملال منگل مبارک کو ہوا اور بدھ
کے روز گیارہ کے قریب نمازِ جنازہ ادا ہوئی۔ ہزاروں
کی تعداد میں لوگ شریک ہوئے

نوٹ

انشاءاللہ کشف و کرامات پر مشتمل
جلد دوسرا حصہ شائع کیا جائے گا

بتاریخ ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۸۹ء
بروز منگل

بتاریخ ۲۶ جمادی الاول سنہ ۱۴۱۰ھ

کتبہ صاحبزادہ حافظ محمود الحمد
دریائے رحمت شریف
اٹک

عرس مبارک
حضرت قبلہ عالم
باباجی
ثانی لاثانی صاحب
دربارِ عالیہ دریائے رحمت شریف
حافظ محمود صاحب
زیر صدارت
شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ حضرت پیر
حافظ سلطان محمود صاحب
سجادہ نشین دربارِ عالیہ دریائے رحمت شریف (اٹک)
9
10
جمادی الثانی
بمقام: مسجد جامع غفوریہ دریا شریف (اٹک)
(اختتامی دُعا انشاء اللہ 10 جمادی الثانی دن دس بجے)

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحٰبک یا حبیب اللہ
یا رحمۃ للعلمین
یا رب العلمین

مرثیہ

اے میرے قبلہ و کعبہ اے میرے قبلہ نما = وصف تیری کیا کرے اور کیا کرے کوئی ثنا

تو ہے کامل تو ہے اکمل تو ہے سبکا رہنما = تو ہے ہادی تو ہے مہدی تو ہے سبکا پیشوا

تیرے اخلاقِ جمیلہ کی ہے شہرت دور دور = تیری سخاوت کا ڈنکا سارے عالم میں بجا

ربّ ہے تیرا غفور اور تو ہے عبدُ شکور = اس میں مضمر راز ہے نامِ نامی کا تیرا

تو نے رکھ لی لاج اپنے آباء اور اجداد کی = یعنی اُنکے نام کو تو نے زندہ کر دیا

تو نے حفظ قرآن کی بنیاد جب چھچھ میں رکھی = مشرق و مغرب میں سب حافظ ہی حافظ کر دیا

جب کھلا درسِ تصوف اس مقامِ پاک پر = صوفیِ کامل مکمل ہر اک کو تو نے کر دیا

یہ ریاضات اور مجاہدے کس کو ہونگے پھر نصیب = یعنی تکبیرِ اولیٰ بھی جسکی نہ ہو بالکل قضا

اور نہ دیکھے آسماں کو زندگی میں تین سال = یہ فقط حصہ ہے تیرا اور نصیبہ ہے تیرا

مستحب مندوب کی پابندی تو نے اتنی کی = جیسے کوئی فرض ہو اور نہ ہو بالکل قضا

اور مصائب و الام کی برداشت تو نے اتنی کی = جیسے کوئی انعام ملنے پر بھی راضی نا ہوا

زندگی پاک اپنی ساری مسجد میں ہی رہے = اور سفرِ آخرت بھی مسجد سے ہی ہوا

اس حدیثِ پاک کے مصداق کامل آپ ہوئے = عرش کے سایہ میں ہے دل جسکا مسجد سے لگا

پرورش پائی ہے تو نے ولیہ کی گود پاک میں = اور ولی کامل کے گھر میں تو نے ہے پائی نشو و نما

اس طرح تو پاک ہے از جانبِ مادر پدر = مادر پدر دونوں ولی بیٹا ولی خود ہی ہوا

ہے دعاء سلطان کی اے مالک ہر خیر و شر = تا ابد جاری رہے یہ فیض کا دریا تیرا

"محمود" ناچیز صاحبزادہ سلطان محمود مصنف کتاب ہذا

مرثیہ!

سدا وسدا رہے تیرا سخی دربار باباجی
ہے ٹھنڈک میری اکھیاں دی تیرا دربار باباجی

اوہ دنیا دی کسی شئی نوں وی پھر مڑ کے نہیں تکدا
جنے اک وار کیتا ہے تیرا دیدار باباجی (۲)

انہیں پھر پین دی حاجت کسی درتوں نہیں رہندی
جو قسمت نال بن جاندا تیرا میخار باباجی

گنہگاراں دی بستی وچ کدوں ہن پھیرا پاؤ گے
وڈے چھوٹے نے سب تیرے اڈیکن ہار باباجی (۲)

ادب دے نال چلیا جے انہاں گلیاں دے وچ یارو
انہاں گلیاں تے رہے چلدے میری سرکار باباجی (۲)

جدوں حجرے تساڈے دا ہے بوہا اجی کھلدا
تے مسجد دے وی رو پیندے در و دیوار باباجی (۲)

میں کی تعریف کر سکناں ہاں اس در دے غلاماں دی
میں اوگنہگار عاصی ہاں تیرا زوار باباجی (۲)

یہ قاری زوار بہادر صاحب سکرٹری پنجاب جمعیت علماء پاکستان

مرثیہ!

ہوگئی ہے کیف اپنی زندگی تیرے بغیر
دل پہ طاری ہوگئی ہے بیکسی تیرے بغیر

پھر رہے ہیں کھوئے کھوئے اور سراسیمہ سے ہم
سب ہیں تیرے آستاں میں اجنبی تیرے بغیر

آفتاب دین و دنیا ہم سے کیا رخصت ہوا
ہوگئی مفقود دل کی روشنی تیرے بغیر

لفظِ برخوردار سے سب غم غلط ہو جاتے تھے
موت سے افزوں ہے درد زندگی تیرے بغیر

کون سر پر ہاتھ رکھیگا سیہ کاروں کے اب
مرد میدان دوسرا یاں کون ہے تیرے بغیر

دستِ کامل سر پہ تھا مثل ہما سایہ فگن
خانہ زادوں کا نشیمن لٹ گیا تیرے بغیر

اب کہاں وہ سوز مستی اب کہاں وہ زمزمے
کس قدر غم ناک ہے ساری فضا تیرے بغیر

کوئی اِس روٹھے ہوئے محبوب سے کہدے شبیر
ہوگئی بے لطف اپنی زندگی تیرے بغیر

محمد شبیر اسلام آباد

ختمِ خواجگان

ہر دعا کے اول آخر درود شریف پڑھا جاتا ہے

بعد نماز صبح کا ختم

الحمد شریف ۱ ۰ درود شریف ۰ سورہ اخلاص ۱ ۰ سورہ الم نشرح ۱ ۰
سورہ اخلاص ۱ ۰ یا قاضی الحاجات یا کافی المہمات یا دافع
البلیات یا شافی الامراض یا حل المشکلات یا رفیع الدرجات
یا مجیب الدعوات یا ارحم الراحمین ۱ ۰ رب اغفر وارحم وانت
خیر الراحمین ۲ رب اغفرلی ذنوبی ولوالدی الی آخرہ ومن
یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ۰ یا باقی انت الباقی ۵ ۰ لا الٰہ
الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وھو علٰی کل شیٔ
قدیر ۵ ۰ یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم یا ارحم الرحمین وصلی
اللہ علٰی خیر خلقہٖ محمد ۵ ۰ یا حیی یا قیوم برحمتک
استغیث ۵ ۰ اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذ
بک من شرورھم ۵ ۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اور آخر میں درود شریف ۵

ختم ظہر

ہر دعا کے بعد پہلے درود شریف ایک مرتبہ پڑھا جاتا ہے

سورہ اخلاص ۱ ۰ سورہ الم نشرح ۱ ۰ سورہ اخلاص ۱ ۰
سورہ فاتحہ ۱ ۰ رب اغفر وارحم وانت خیر الرّاحمین ۲
پانچویں مرتبہ الی آخرہ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ۵ ۰
یا باقی انت الباقی ۵ ۰ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ

العظیم وبحمدہ ۱۰۰ ۰ رب لا تذرنی فردا و انت خیر الوارثین ۱۰۰
۰ یا رحیم کل صریخ و مکروب وغیاثہ و معاذہ یا رحیم ۱۰۰
۰ حسبنا اللہ و نعم الوکیل ۱۰۰ ۰ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت
من الظالمین ۱۰۰ ۰ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۱۰۰ ۰ یا خفی
اللطف ادرکنی بلطفک الخفی ۱۰۰ ۰ اللھم انا نجعلک فی نحور
ھم ونعوذ بک من شرورھم ۱۰۰ آخر درود شریف

ختم عض

ہر دعا کے پہلے و بعد درود شریف پڑھنا ہے

سورۃ فاتحہ ۱ ۰ سورۃ الم نشرح ۱ ۰ سورہ اخلاص ۱۰۰ ۰
یا قاضی الحاجات الیٰ آخر ۱ ۰ رب اغفر وارحم وانت خیر الر
حمین ۱۰۰ ۰ پانچوں مرتبہ اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ ال محمد صلوۃ تنجینا بھا
من جمیع الاھوال والآفات وتقضی لنا بھا جمیع الحاجات وتطھرہ
نا بھا من جمیع السیات وترفع نا بھا عندک اعلی الدرجات
وتبلغنا بھا اقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیوۃ وبعد
الممات انک علیٰ کل شئی قدیر ۱ مرتبہ ۰ رب اغفرلی ذنوبی
الی آخر ۱ ۰ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ۱۰۰ ۰ یا باقی
انت الباقی ۱۰۰ ۰ اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذ
بک من شرورھم ۱۰۰ ۰ آخر میں درود شریف

خطبہ جمعۃ الوداع

افسوس تو رخصت ہوا ماہ مبارک الوداع
روزہ کے دن نے یوں کہا ماہ مبارک الوداع

مدت سے تھے ہم منتظر شکر خدا آیا تو پھر
پر حیف جلدی سے چلا ماہ مبارک الوداع

تجھ میں شب قدر ایک تھی صدہا مہینوں سے بھلی
صل علیٰ صلِ علیٰ ماہ مبارک الوداع

جنت کے دروازے کھلے دوزخ کے دروازے بند ہے
خالق کی تھی کیا کیا عطا ماہ مبارک الوداع

قرآن بھی نازل ہوا تجھ کو شرف حاصل ہوا
اے غافلو وائے میں رہا ماہ مبارک الوداع

دوزخ کے اندر بالیقیں تھا قید شیطان لعین
مومن تھے قیدوں سے رہا ماہ مبارک الوداع

قرآن پڑھتے روز و شب سبحان کہتے ہیں لوگ سب
ہر لحظہ تھا فرحت فزا ماہ مبارک الوداع

تھا رزق مومن کا فزوں ہر اک کو تھا صبر و سکوں
اجر اسکا تھا بے انتہا ماہ مبارک الوداع

پڑھتا تھا سنت کوئی جب یا کوئی پڑھتا مستحب
پاتا ثواب اک فرض کا ماہ مبارک الوداع

جو فرض ادا تجھ میں کرے اجر اسکو ستر کا ملے
تھا یمن و رحمت سے بھرا ماہ مبارک الوداع

محبوب درگاہ خدا مطلوب خاص مصطفےٰ
مقبول جان اولیا ماہ مبارک الوداع

عاصی روزہ دار پر پہونچے گی جب نار سقر
بنکر سپر لے گا بچا ماہ مبارک الوداع

جو منہ میں ہر صائم کے بو آتی تھی وہ اللہ کو
تھی مشک سے بھی کچھ سوا ماہ مبارک الوداع

تعریف کیا کوئی کہے خالی نہیں تھا فضل سے
روز و شب صبح و مسا ماہ مبارک الوداع

حمد رب العلمین موصوف ختم المرسلین
اے شافع روز جزا ماہ مبارک الوداع

اب کون ہے پیش نظر آنکھوں میں اشک آتے ہیں بھر
کرتا ہے دل آہ و بکا ماہ مبارک الوداع

تو ماہ استغفار کا اور طاعت غفار کا
کچھ بھی نہ ہم سے ہو سکا ماہ مبارک الوداع

گزرتا ہے پھر پائینگے ورنہ بہت پچھتائیں گے
تو اب تو رخصت ہو چلا ماہ مبارک الوداع

رخصت سے ہے دلگیر الم فرقت سے جان پر غم سخت تا
شدت سے ہے رنج و عنا ماہ مبارک الوداع

ہم نے نہ کی کچھ بندگی از بسکہ ہے شرمندگی
واحسرتا واحسرتا ماہ مبارک الوداع

شجرہ خاندانِ نقشبند شریف

حمد ہر حامد ہے بس رب العلیٰ کیواسطے ۔ نعت ہر ناعت محمد مصطفےٰ کیواسطے

یاالٰہی کر صداقت تو میرے دلکو عطا ۔ حضرتِ صدیق امام الاصدقاء کیواسطے

دنیا فانی کی محبت سے میرا دل کر نفور ۔ حضرت سلیمان فارس زاہد وسرا کیواسطے

ہمت عالی عطا کر مجھکو اے میرے خدا ۔ حضرتِ قاسم امام بیریا کیواسطے

مطمئن ہو دل میرا تیری عبادت سے خدا ۔ حضرت جعفر امامِ اتقیاء کیواسطے

نورِ عرفان دے مجھے اپنی ذاتِ پاک کا ۔ حضرت بایزید بسطامی باضیاء کیواسطے

ذکر سے ہردم ہو تازہ دل میرا میری زباں ۔ حضرت خواجہ ابوالحسن امام الاصفیاء کیواسطے

ہو گناہوں سے رہائی اے میرے مولا بچا ۔ حضرت خواجہ ابوالقاسم امام الازکیا کیواسطے

دے مجھے اعمال صالح کی توفیق اے میرے الہ ۔ حضرت خواجہ فارمدی امام الاولیاء کیواسطے

نفس ہو مغلوب میرا میرے دل سے اے عزیز ۔ حضرت خواجہ یوسف مغلوب الہوا کیواسطے

کر منور دل میرا از نور شمس و الضحیٰ ۔ خواجہ عبدالخالق عجدوانی شمس الضحیٰ کیواسطے

علم و عرفان کر مجھے اے میرے مولا عطا ۔ حضرتِ خواجہ محمد عارفِ اس پیشوا کیواسطے

دے مجھے توفیق حمدِ بے حساب و بے کتاب ۔ ساکنِ انجیر فغنہ محمود الاولیاء کیواسطے

نام تیرا ہو عزیز میرے دلمیں اے عزیز ۔ حضرتِ خواجہ عزیزانِ علی صاحبِ عز و علا کیواسطے

عشق سے دل پر ہو تیرے اے میرے صاحب عطا ۔ حضرتِ بابا سماسی عاشق ذوفنا کیواسطے

میرِ میداں کر مجھے میدانِ علم و عمل میں ۔ حضرتِ شاہ کلال کلاہ اتقیاء کیواسطے

کر منقش دل میرا از سلسلۂ نقشبند ۔ حضرتِ خواجہ بہاؤالدین دین کی بہا کیواسطے

کر معطر دل میرا از خوش بوئے عطرِ معرفت ۔ حضرت خواجہ علاؤالدین عطارِ ہدیٰ کیواسطے

بے کسی کر دور میری اے مالک ہر دستگیر ؛ حضرت یعقوب چرخی چرخ علا کیواسطے

عشق میں اپنے پھنسا غیر سے آزاد کر ؛ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار غیر خدا کیواسطے

زاہد کر مجھکو کر زہد میں بے مثال ؛ حضرت خواجہ محمد زاہد صاحب زہد و تقی کیواسطے

خاص درویشوں سے کر کر فقیروں کا غلام ؛ حضرت خواجہ درویش محمد دُرِّ بیبہا کیواسطے

مجھکو بھی خواجہ بنا یعنی مجھکو بھی اپنا بنا ؛ حضرت خواجہ محمد خواجہ سرا کیواسطے

فانی فی اللہ باقی باللہ کر مجھے میرے خدا ؛ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب بقا کیواسطے

بحر علم معرفت علم شریعت کا بنا ؛ حضرت خواجہ احمد سرہندی مقتدی کیواسطے

عصمت و عفت عطا کر سب گناہوں سے بچا ؛ حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ کیواسطے

سر کٹے حرص و ہوا کا اور سینہ صاف ہو ؛ حضرت خواجہ سیف الدین سیفِ خدا کیواسطے

حُسن قلبی کر عطا دل ہو میرا پر ضیاء ؛ حافظ محسن دہلی محسن باوفا کیواسطے

نور سے پر نور ہو دلکی سیاہی دور ہو ؛ سید نور محمد نور مصطفےٰ کیواسطے

کر شہید حق مجھے حق راہ پر مجھکو چلا ؛ مرزا مظہر جانجاناں جان شہداء کیواسطے

خاص بندوں سے بنا اور کر مجھے اپنا فدا ؛ خواجہ عبد اللہ شاہ بندہ خدا کیواسطے

مجھکو بھی اسعد بنا مجھکو سعادت کر نصیب ؛ خواجہ بوسعید احمد غوث الوریٰ کیواسطے

قرب کر اپنا عطاء خاص اپنا بندہ بنا ؛ خواجہ احمد سعید قطب الوریٰ کیواسطے

قلب ہو ذاکر میرا روز و شب لیل و نہار ؛ حضرت حاجی دوست محمد دوستِ خدا کیواسطے

موت کا جب وقت ہو خاتمہ بالخیر ہو ؛ خواجہ عثمان دامانی پیشوا کیواسطے

کر سراج الدین مجھکو اور سراج الاولیاء ؛ شاہ سراج الدین سراج الاولیاء کیواسطے

حسن سے بھرپور کر دل و سینہ میرا ؛ حضرت خواجہ غلام حسن صاحب حسن وبہا کیواسطے

کر غلامی محمد کی عطا میرے خدا ؛ حضرت خواجہ غلام محمد اس دلربا کیواسطے

دل میرا پر کیف کر دے مالک کیف و سرور — حضرت عبد الغفور عاشق مصطفےٰ کیواسطے

عرض ہے محمود کی اے مالک یوم النشور — حشر میں رکھنا بھرم اس پیشوا کیواسطے

صاحب تصنیف عاجز کی رحم کی ہے اپیل — کاتب و ناشر کا بیڑا پار کرنا جی صاحب دریا کیواسطے

یا ناظراً فیہ سل باللہ مرحمۃ

علی المصنف واستغفر لصاحبہ

واطلب لنفسک من خیر تریدبہا

من بعد ذالک غفرانا لکاتبہ

لو ان لی یوم التلاق مکانۃ

عند الرؤف تقلدت مولانا

انا المسیٔ وانت مولے یا محسن

ما قد اساءت واطلب الاحسانا

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

کاتب محمود احمد دربار شریف

مصنف کے دیگر کتب و اشتہارات

- دفع الشکوک والشبہات : مطبوعہ
- نصرۃ النواظر فی مسئلۃ الحاضر والناظر : مطبوعہ
- کشف الغطاء عن علم المصطفٰی (۳) : زیر طبع
- بریلوی ترجمہ کا علمی تجزیہ کا جواب : زیر طبع
- نمازِ جنازہ کے بعد دعا کا ثبوت : مطبوعہ
- حیلۃ الاسقاط و خیرات کا ثبوت : مطبوعہ
- اذان سے پہلے درود شریف : مطبوعہ
- اذان کے بعد درود شریف : مطبوعہ
- تبلیغی جماعت سے اہلسنت کا اختلاف : مطبوعہ
- حق کا بول بالا چھوٹوں کا منہ کالا : مطبوعہ
- وہابیوں کی توحید : مطبوعہ
- از خدا خواہیم توفیق ادب : مطبوعہ

ملنے کا پتہ: جامع مسجد غفوریہ دریائے رحمت شریف ۔ اٹک

قیمت —— ۱۵